ماہنامہ
# نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

5 جمادی الاوّل ۱۴۳۱ھ — مئی ۲۰۱۰ء

سیدنا حبیب بن زید رضی اللہ عنہ

شاہ اسماعیل شہید علیہ الرحمتہ

ڈاکٹر اسرار احمد کا سانحۂ ارتحال

اقبال اور قادیانیت

قادیانی تحریک: پس منظر اور پیش منظر

مغرب کی دہشت گردی اور درندگی کا ایک باب

نورِ ہدایت

ارشادِ باری تعالیٰ جل جلالہ

## ناشکری کی سزا

''اور بتلائی اللہ نے ایک مثال۔ ایک بستی تھی۔ چین امن سے چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے۔ پھر ناشکری کی اللہ کے احسانوں کی۔ پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ، کہ تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور خوف۔ بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے۔'' (النحل ۱۱۲، پ ۱۴)

فرمانِ نبوی ﷺ

## نرمی کی برکتیں

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو ہی پسند کرتا ہے۔ اور نرمی سے وہ کچھ مل جاتا ہے جو سختی سے نہیں ملتا۔ اور نہ نرمی کے سوا کسی اور چیز سے ملتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: نرمی اختیار کرو، سختی اور بے حیائی سے بچو بے شک جس چیز میں نرمی ہوگی اسے شاندار بنا دے گی۔ اور جس چیز سے نرمی چھین لی جائے گی اسے عیب دار کر دے گی۔'' (مشکوٰۃ)

الآثار

## ملک کی حفاظت

صرف فوج ہی کسی ملک کو نہیں بچا سکتی اور نہ کسی ملک کی فتح وشکست کا دارو مدار فوج پر ہے۔ بلکہ ملک کے عوام اور اس میں بسنے والی قوم پر ہے۔ بزدل قوم کو بہادر سے بہادر فوج بھی نہیں بچا سکتی اور بہادر قوم کو جری سے جری لشکر بھی مغلوب نہیں کر سکتا۔

آپ کسی جگہ دس ہزار زنخوں کی بستی بسا دیں، فوج اور پولیس ان کی حفاظت کے لیے متعین کر دیں تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ ان کی حفاظت کر سکے گی؟ میں تو کہتا ہوں کہ خود فوج اور پولیس بھی چند دنوں کے بعد ویسی ہو جائے گی۔ مردانہ تھانے، زنانہ تھانوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ یقین جانیے جذبۂ قربانی سے عاری قوم کی حفاظت نہیں کی جا سکتی۔ سرحدیں کپڑوں سے نہیں خون سے ڈھانپی جاتی ہیں۔ جہاں مجاہد کا خون گرتا ہے وہاں سرحد بن جاتی ہے۔ اور جب خون گرتا ہے تو آگے بہتا ہے، پیچھے نہیں پلٹتا۔ قرآن کا پیغام یہ ہے کہ:

وَاَعِدُّوا لَهُم مَا اسۡتَطَعۡتُم مِنۡ قُوَّةٍ وَمِن رِبَاطِ الۡخَيۡلِ تُرۡهِبُونَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُم

اور جہاں تک تمہارے بس میں ہے قوت پیدا کر کے اور گھوڑے تیار رکھ کر دشمنوں کے مقابلہ کے لیے اپنا ساز و سامان مہیا کیے رہو کہ اس طرح مستعد رہ کر اللہ کے (کلمۂ حق کے) اور اپنے دشمنوں پر اپنی دھاک بٹھائے رکھو گے۔ ان لوگوں کے سوا اوروں پر بھی جن کی تمہیں خبر نہیں، اللہ جانتا ہے۔ (الانفال: ۶۰، پ ۱۰)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(خطاب کراچی، ستمبر ۱۹۵۱ء)

ماہنامہ
# نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

جلد 21 شمارہ 6 | جمادی الثانی 1431ھ — جون 2010ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411



بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی ——
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول ——
سید محمد کفیل بخاری

رُفقاءِ فکر ——
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی
سید عطاء المنان بخاری

تزئین ——
الیاس نبیل، حافظ محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر ——
محمد یوسف شاد 0300-7345095


## فہرست


| | | | |
|---|---|---|---|
| دل کی بات: | شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمدؒ کا انتقال | مدیر | 2 |
| شذرات: | لاہور میں قادیانی عبادت گاہوں پر حملے | عبداللطیف خالد چیمہ | 3 |
| // | چناب نگر میں علماء ختم نبوت کی تازہ ترین کامیابی | عبداللطیف خالد چیمہ | 5 |
| انتخاب: | بلا تبصرہ | روزنامہ "پاکستان" | 8 |
| // | مقصدِ زیست اور نصب العین سے انحراف کا نتیجہ | مولانا محمد علی صدیقی | 9 |
| دین و دانش: | حضرت معاویہؓ بحیثیت ایک خلیفہ راشد | مولانا ابوریحان سیالکوٹی | 10 |
| شاعری: | حمد باری تعالیٰ | داغ دہلوی | 17 |
| افکار: | کچھ ہونے والا ہے! | عبدالمنان معاویہ | 18 |
| گوشۂ خاص بیاد حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ | قافلۂ حق و صداقت کے میر کارواں | مولانا زاہد الراشدی | 20 |
| | ایک مشفق و محسن اور مربی کی رحلت | سید محمد معاویہ بخاری | 23 |
| | وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے | مولانا محمد ازہر | 33 |
| | خاموش لوگ بھی بلا کے خطیب ہوتے ہیں | خالد عمران | 36 |
| | حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اور خانقاہ سراجیہ | حافظ حبیب اللہ چیمہ | 38 |
| | حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ | رانا عبداللطیف | 42 |
| | نابغۂ عصر حضرت اقدس خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ | محترمہ انیس اختر | 44 |
| اقبالیات: | اقبال اور قادیانیت...... چند توضیحات | شکیل عثمانی | 47 |
| طنز و مزاح: | زبان میری ہے بات اُن کی | ساغر اقبالی | 52 |
| حسنِ انتقاد: | تبصرۂ کتب | جاوید اختر بھٹی، صبیح ہمدانی | 53 |
| اخبار الاحرار: | مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں | ادارہ | 57 |
| ترحیم: | مسافرانِ آخرت | ادارہ | 62 |



زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک —— -/200 روپے
بیرون ملک —— -/1500 روپے
فی شمارہ —— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1
0278 ملتان



رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

www.mahrar.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com


تحریک تحفظ ختم نبوت ... مجلس احرار اسلام پاکستان


مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　　　　　　　　مدیر

# شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کا انتقال

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ اکابر علماءِ دیو بند کی اُن گنی چنی شخصیات میں سے ایک تھے جنھوں نے کئی اداروں کا کام کیا۔ اُن کی زبان و قلم اور وجود سے مسلمانوں کو ہمیشہ نفع پہنچا۔ انھوں نے مایوسیوں میں امیدوں کے چراغ روشن کیے اور کفر و ارتداد کے تاریک ماحول کو ایمان و یقین، تقویٰ و للّٰہیت اور اتباعِ سنت کے نور سے منور کیا۔ حضرت خواجہ خواجگان، سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی عظیم روحانی شخصیت، خانقاہ سراجیہ کندیاں کے مسند نشیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر تھے۔ دراز قد، وجیہہ چہرہ، باوقار چال، گفتار و کردار اور اتباعِ سنت میں باکمال و بے مثال اور اشاعتِ اسلام کی جدوجہد میں استقامت کا پہاڑ تھے۔ جنھیں دیکھ کر قرونِ اولیٰ کے مؤمن و مسلمان یاد آ جاتے۔ گزشتہ دو برسوں سے علیل تھے۔ درمیان میں طبیعت سنبھلتی بھی رہی مگر اپریل ۲۰۱۰ء کے آخری ہفتے مرض کا شدید حملہ ہوا تو صاحبزادگان ڈاکٹروں کے مشورہ پر ملتان لے آئے۔ یہاں تقریباً بارہ دن زیرِ علاج رہے۔ ۲۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ مطابق ۵؍ مئی ۲۰۱۰ء بروز بدھ مغرب اور عشاء کے درمیان اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون ان لِلّٰہِ مااخذ ولہ ما اعطیٰ و کل شئی عندہ باجل مسمیٰ۔**

اگلے روز ۳ بجے سہ پہر خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے متصل وسیع و عریض کھیتوں میں لاکھوں مسلمانوں نے حضرت خواجہ صاحب کی نمازِ جنازہ، صاحبزادہ مولانا خلیل احمد مدظلہ کی امامت میں ادا کی۔ خانقاہ کے تاریخی قبرستان میں حضرت مولانا احمد خان قدس سرہٗ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی نور اللہ مرقدہٗ کے پہلو میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

مجلس احرار اسلام کے امیر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس اور ملک بھر سے احرار کارکنوں نے حضرت کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں دینی مدارس اور دینی رسائل و جرائد کی سرپرستی فرمائی۔ تمام دینی جماعتوں کی رہنمائی و قیادت فرمائی۔ انھوں نے دینی قوتوں کو متحد رکھنے میں اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں۔ ہزاروں مسلمانوں کی روحانی تربیت فرمائی۔ اُن کے عقائد و اعمال کو درست کر کے انھیں صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ خصوصاً تحریک ختم نبوت کے حوالے سے اُن کی عظیم خدمات تاریخ کا بہترین اثاثہ ہیں۔ ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' کے اجراء ۱۹۸۸ء سے لے کر ۲۰۱۰ء تک آپ نے اس کی سرپرستی فرمائی۔ مجلس احرار اسلام کی جدوجہد میں کارکنوں کی ہمیشہ حوصلہ افزائی فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ جب تک صحت رہی وہ مسجد احرار چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں باقاعدہ شریک ہو کر سرپرستی فرماتے رہے اور جب سفر کے قابل نہ رہے تو صاحبزادہ مولانا عزیز احمد مدظلہ آپ کی نیابت کرتے ہوئے تشریف لاتے رہے اور تا حال شفقت فرماتے ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ حضرت کی مغفرت فرمائیں اور درجات بلند فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں۔ حضرت کے جانشین صاحبزادہ مولانا خلیل احمد صاحب، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب، صاحبزادہ رشید احمد صاحب، صاحبزادہ سعید احمد صاحب، صاحبزادہ نجیب احمد صاحب اور تمام اہلِ خاندان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

مجلس احرار اسلام کی تمام قیادت اور کارکنان صاحبزادگان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ ہم بجائے خود تعزیت کے مستحق ہیں اور اس مشترکہ غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے مشن میں برکت عطا فرمائے اور تحریک ختم نبوت کا عظیم مشن جاری و ساری رہے۔ (آمین)

# لاہور میں قادیانی عبادت گاہوں پر حملے

عبداللطیف خالد چیمہ *

۲۸ر مئی ۲۰۱۰ء جمعۃ المبارک کو لاہور میں گڑھی شاہو اور ماڈل ٹاؤن میں قادیانی عبادت گاہوں پر اس وقت دہشت گردوں نے حملے کیے جب دونوں جگہوں پر قادیانی اپنی ہفتہ وار عبادت میں مصروف تھے۔ اب تک کی اطلاعات کے مطابق ۹۳ر افراد ہلاک جبکہ تقریباً ڈیڑھ سو افراد زخمی ہوئے۔

دہشت گردی اور قتل وغارت گری نے ایک عرصے سے وطن عزیز کو اپنے لپیٹ میں لیا ہوا ہے اور ہمارے حکمران اس کی اصل وجوہ معلوم کرنے سے مسلسل گریزاں ہیں۔ قادیانی عبادت گاہوں پر حملوں کی ملک کے تمام طبقات نے شدید الفاظ میں مذمت کی ہے اور اسے ملک وملت کے لیے انتہائی نقصان دہ قرار دیا ہے۔

عقائد اور قادیانی جماعت کے ساتھ اہل اسلام کے بنیادی اختلافات ہیں اور ان اختلافات کی نوعیت معمولی وفروعی نہیں۔ محاذ آرائی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ قادیانی ''مرزا غلام احمد'' کے پیروکار ہونے کے ناتے اپنے آپ کو ملتِ اسلامیہ سے الگ کر چکے ہیں لیکن وہ اس بات پر بھی بضد ہیں کہ ''صرف وہ ہی مسلمان ہیں۔'' اس سب کچھ کے باوجود ہمیں ''مریض'' کی اصلاح مطلوب ہے، اگر مرض رفع ہو جائے تو!

برصغیر میں مجلس احرار اسلام نے تحریک تحفظ ختم نبوت کو منظم کیا تو مفکرِ احرار چودھری افضل حقؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر اکابر نے جو طریقہ وضع فرمایا۔ وہ دعوت وتبلیغ وتحریر تھا اور مکمل طور پر عدم تشدد پر مبنی تھا۔ اب بھی تحریک ختم نبوت سے وابستہ تمام جماعتیں، ادارے اور افراد اسی پالیسی پر قائم ہیں۔ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحاریک مقدس کا ریکارڈ اس پر گواہ ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ لاہور میں ہونے والی اس دہشت گردی کا کھوج لگنا چاہیے اور اس خطرناک سازش کو جو بادی النظر میں اہل حق کے خلاف معلوم ہوتی ہے، طشت از بام ہونا چاہیے۔

ہمیں تو ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے بیرونی مداخلت کے دائرے کو خطرناک حد تک وسیع کرنے کے لیے یہ خونی کھیل

* سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

کھیلا گیا ہے۔ ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو کے قادیانی مراکز اپنی حساسیت کے اعتبار سے اہم تھے لیکن یہ بھی حقیقت ہے جو دنیا نے میڈیا پر اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ قادیانیوں نے اپنے عبادت خانے مساجد کی شکل پر بنائے ہوئے ہیں، جن کی قانون میں انھیں ہرگز اجازت نہیں۔

حملوں کے وقت امدادی ٹیموں کو قادیانی سکیورٹی اہلکاروں نے بروقت اندر نہیں جانے دیا حالانکہ جہاں بھی دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہو، پہلی ترجیح پولیس اور امدادی ٹیموں کی مدد ہوتی ہے۔ پُر اسرار طور پر تہہ خانوں میں کیا تھا؟ ایسا کیوں کیا گیا۔ لیکن یہ ایک سوالیہ نشان ہے؟

اُدھر وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک اور کمشنر ملتان کا کہنا ہے کہ حملوں میں ''را'' کے ملوث ہونے کا امکان ردّ نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ بعض حلقے یہ محسوس کرتے ہیں کہ غیر مرئی طاقتیں ایک عرصے سے ایک ایسا منظر بنانے کی کوشش میں ہیں کہ جو لوگ آئینی حدود میں رہتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، ان کو راستے سے ہٹایا جائے۔ آئینی اصلاحات کے سلسلے میں ۱۸ ویں ترمیم کے ذریعے اسلامی دفعات کا ختم نہ ہونا ملکی و بین الاقوامی لابیوں کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔ یورپی پارلیمنٹ چند روز پیشتر اپنی قرارداد میں اس پریشانی کا اظہار کر چکی ہے۔

ان حالات میں مجلس احرار اسلام کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ اور متحدہ تحریک ختم نبوت میں شامل تمام جماعتیں اپنی تشویش واضطراب کا اظہار کر چکی ہیں اور سبھی نے قادیانی مراکز پر ان حملوں کی مذمت کے ساتھ ساتھ یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ حکومت اصل ملزمان کو بے نقاب کرنے میں تاخیر نہ کرے اور اس واقعے کو بنیاد بنا کر تحفظ ناموسِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تحفظ ختم نبوت کے قوانین کو چھیڑنے یا ان کے خلاف مہم جوئی کی سرپرستی نہ کرے۔ ہم عقیدے کی جنگ دلیل سے لڑ رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ دلیل سے لڑتے رہیں گے۔ یہ ہمارا دینی وقانونی حق ہے اور اس حق سے دستبردار ہونے کے لیے ہم تیار نہیں!

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

# چناب نگر میں علماء ختمِ نبوت کی تازہ ترین کامیابی
# ہاں قدم بڑھائے جا!

عبداللطیف خالد چیمہ

چناب نگر (ربوہ) ایک حساس شہر ہے اور منکرین ختمِ نبوت قادیانیوں کے بین الاقوامی ہیڈ کوارٹر ہونے کے حوالے سے پوری دنیا میں شہرت رکھتا ہے۔ اس کا کل رقبہ ۲۰۶۸/۱ ایکٹر ہے جس میں سے ۵۷۷/۱ ایکٹر پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ اس کا پہلا نام تو ”چک ڈھگیاں“ تھا۔ ۱۹۴۹ء میں سرفرانسس موڈی اور سر ظفر اللہ خاں قادیانی کی سازش یا سفارش پر ۱۰۳۴/۱ ایکٹر رقبہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو ۹۹ سالہ لیز پر الاٹ کیا گیا۔ ۸۸ کنال ۱۸ مرلہ رقبہ پولیس کی ضرورت کے لیے سرکاری طور پر مختص کیا گیا اور کم وبیش ۳۲/۱ ایکٹر رقبہ پر بعد میں مسلم کالونی وجود میں آئی۔ اِس کے علاوہ حدود ربوہ اور اِردگرد کے ماحول میں سینکڑوں ایکٹر متفرق خالی سرکاری اراضی پر بھی قادیانیوں اور قادیانی جماعت کا قبضہ وتسلط قائم ہے۔ گزشتہ ساٹھ سالوں میں یہ ناجائز قبضہ ختم کرانے کی بجائے رفتہ رفتہ اِن قبضوں کو قانونی حیثیت دلوانے کی خطرناک سازشیں ہوئیں۔ جن کی الگ تفصیل ہے حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر مسلط قادیانی نہ صرف چناب نگر بلکہ کئی اہم مقامات پر اِس قسم کی کارروائیوں میں دن رات لگے ہوئے ہیں۔ گزشتہ دنوں ۲۴/ اپریل ۲۰۱۰ء کو ایک قومی اخبار میں اشتہار نیلام عام کے حوالے سے شائع ہوا کہ چناب نگر کی دو جگہوں (درہ سٹاپ ۲/۱ ایکٹر، ۴ کنال، عقب بہشتی مقبرہ ۱۲/۱ ایکٹر ۴ کنال) جن کا مجموعی رقبہ تقریباً ۱۵/۱ ایکٹر بنتا ہے جو کہ پہاڑیوں سے کنکریٹ کے ذریعے خالی ہوا ہے۔ اس کا نیلام عام ۱۱/ مئی ۲۰۱۰ء کمشنر آفس فیصل آباد میں ہوگا بظاہر تو یہ روٹین کا اشتہار تھا لیکن بادی النظر میں قادیانیوں اور ریونیو آفس کی ملی بھگت سے ایک خوف ناک سازش تھی جس کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ اسرائیل کی طرز پر چناب نگر کو ریاست کے اندر ایک ریاست بنا دیا جائے جہاں ملکی قوانین کی پرواہ نہ کرنے کا ماحول ہو۔ قادیانیوں اور ریونیو آفس سمیت سرکار کو یہ معلوم تھا کہ علاقے کا کوئی مسلمان اِس نیلامی میں شریک ہو کر مقابلے میں شامل نہیں ہو سکے گا۔ اِسی لیے اس سازش کے تانے بانے تیار کیے گئے اور بظاہر ضابطے پورے کرنے کے نام پر کوئی کسر نہ چھوڑی گئی۔ قادیانی لابی نے بعض افسروں کا منہ بند کرنے کے لیے کئی حربے استعمال کیے۔ ایک خطیر رقم مختلف ہاتھوں میں پہنچی، مسلمانوں کو چناب نگر سے بے دخل کرنے اور غریب مزدور مسلمان جو پہاڑیوں کے دامن میں آباد ہیں کو دیس نکالا دینے کی اس سازش کو علماء ختمِ نبوت قاری شبیر احمد عثمانی (انٹر

نیشنل ختمِ نبوت مومنٹ )،مولانا محمد مغیرہ ( مجلس احرارِاسلام )،مولانا غلام مصطفٰے ( عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت ) نے بھانپ لیا اور اس پر کام شروع کر دیا۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے نے اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کیا۔ دیگر اراکین قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی نے کوئی کردار ادا نہ کیا لوگ ان کا منہ تکتے رہے۔ کارکنان ختمِ نبوت ان کی راہیں دیکھتے رہے۔ مجاہدین ختمِ نبوت نے علاقے کے زعماء کا منہ تکنے کی بجائے بے سروسامانی میں اللہ کا نام لے کر اعلان کر دیا کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ یہ قادیانی سازش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی۔ ۲۸ / اپریل کو احرار سنٹر مدنی مسجد چنیوٹ میں تمام مکاتب فکر کا ایک نمائندہ اجلاس بلایا گیا۔ علماء کرام کو صورتحال کی سنگینی سے آگاہ کیا گیا تمام اخبارات نے تعاون کیا لیکن روز نامہ ”اسلام“ نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اِس سازش کو بے نقاب کرنے کے لیے حق ادا کر دیا۔

۳۰ / اپریل جمعتہ المبارک کو چناب نگر اڈا پر احتجاجی جلسہ ہوا مسلمان مزدوروں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قاری شبیر احمد عثمانی ،مولانا غلام مصطفٰی ، قاری محمد ایوب چنیوٹی ، رانا ابرار حسین ،مولوی محمد طارق خان سرحدی ، صاحبزادہ قاری محمد سلمان عثمانی اور دیگر حضرات نے احتجاجی بیانات کیے اور کہا کہ ۱۵ / ا یکٹر اراضی نیلامی کے نام پر قادیانیوں کو الاٹ نہیں کرنے دیں گے۔ ۲ / مئی اتوار کو مرکز خاتم النبیین ( صلی اللہ علیہ وسلم ) اہلحدیث چنیوٹ میں دینی جماعتوں اور مذہبی رہنماؤں کا مشترکہ اجلاس قاری محمد ایوب چنیوٹی کی میز بانی میں ہوا جس میں نامساعد حالات کے باوجود تحریک کے اصل ہدف سے پیچھے ہٹنے کے ہر آپشن کو مکمل طور پر مسترد کیا گیا اور یکجا ہو کر تحریک کو آگے بڑھانے کے عزم کا اعادہ کیا گیا۔ قاری شبیر احمد عثمانی ،مولانا محمد مغیرہ اور ان کے باہمت اور باوفا ساتھیوں نے صبر واستقامت کے ساتھ تحریک کو آگے بڑھانے میں دن رات ایک کر دیا۔ صورتحال سے قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری ، سید محمد کفیل بخاری اور راقم الحروف کو پوری طرح باخبر رکھا گیا اور باہمی مشاورت جاری رہی۔

پورے غور وخوض کے بعد اعلان کیا گیا کہ ۷ / مئی کو جامع مسجد نور اسلام چناب نگر میں مشترکہ نماز جمعتہ المبارک ادا کی جائے گی اور احتجاجی اجتماع ہوگا۔ چنانچہ قاری محمد یامین گوہر ،مولانا ملک خلیل احمد ، جماعت اسلامی کے رہنما نور الحسن شاہ ، واجد علی ہاشمی ،مولوی خان عابد حسین ،مولانا محمد مغیرہ ، قاری شبیر احمد عثمانی اور کئی دیگر حضرات نے احتجاجی تقاریر کیں اور اعلان کیا گیا کہ ۱۰ / مئی کو ۱۰ بجے دن ڈی سی او آفس چنیوٹ کے سامنے مظاہرہ ہوگا اور ۱۱ / مئی کو سرگودھا روڈ کو بلاک کر دیا جائے گا۔ ادھر مدنی مسجد چنیوٹ کے مرکز احرار میں مولانا محمد طیب چنیوٹی نے اجتماع کو منظّم کیا اور قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری اور پروفیسر خالد شبیر احمد نے خطاب کیا۔ اللہ نے دین کو عزت دی ہم عاجزوں کی خود لاج رکھی جس سے معلوم ہوا کہ امت پر نبی ( صلی اللہ علیہ وسلم ) کی نظرِ عنایت آج بھی ہے۔ آج ۱۰ / مئی ہے اور ساڑھے نو بجے صبح ڈی سی او نے اِس نیلامی کی منسوخی کا اعلان کر کے ربوہ میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والی اس سازش کو ناکام بنا دیا۔ مرزائی کچھ بھی کر لیں ، اِن شاء اللہ تعالیٰ ناکامی ونامرادی اِن کا مقدر ہے۔ ہم اِس موقع پر مجاہد ختمِ نبوت قاری شبیر احمد عثمانی ، جناب مو

لانا محمد مغیرہ اوران کے جملہ ساتھیوں کو مبارک باد بھی پیش کرتے ہیں اور خراج تحسین بھی جنھوں نے بعض ساتھیوں کی بے وفائی یا بے اعتنائی کے باوجود ''تحریک منسوخی نیلامی'' کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ بصورت دیگر مجلس احرار اسلام نے علماءِ ختم نبوت کی مشاورت سے اِس پر مزید قانونی چارہ جوئی کا فیصلہ بھی کر لیا تھا اور قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے اس کی منظوری بھی دے دی تھی۔ مرکزی قادیانی عبادت گاہ ''اقصیٰ''، ''بیت المہدی''، ''دفتر صدر عمومی''، ''بیت بلال'' اور بلال مارکیٹ ریلوے پھاٹک ساتھ قادیانی عبادت گاہ بہشتی مقبرے کے ساتھ والے توسیعی قبرستان کے علاوہ اور کئی مقامات پر قادیانیوں کا ناجائز قبضہ ہے۔ سرکاری انتظامیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اصل لیز کا مطالعہ و معائنہ کر کے موقع کا جائزہ لے اور فریقین کے مؤقف کو غیر جانبداری سے سنے تو بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور انتظامیہ پر بہت سے انکشافات ہوں گے۔ امید ہے کہ تحریک ختم نبوت کے زعماء اس پہلو پر توجہ دیں گے اور جس طرح یہ تحریک قانون کے دائرے میں رہ کر کامیابی سے ہمکنار ہوئی ہے۔ اِس انداز و اسلوب کو اختیار کیا جائے گا اور میڈیا کے ذریعے اپنی بات پوری دنیا تک پہنچانے کا اہتمام کیا جائے گا۔

میرا یقین ہے کہ قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ جو ۵ رمئی کو ہم سب کو یتیم کر کے آخرت کا سفر فرما گئے، ان کا مشن زندہ و تابندہ رہے گا۔ ان کے انتقال کے بعد اس کامیابی پر ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کامیابی بھی اُنہی کے اسلوب و تربیت کا اثر ہے۔ اللہ کرے ہم سب مل جل کر ان کے تحفظ ختم نبوت کے مشن کو حقیقی معنوں میں آگے بڑھانے والے بن جائیں تاکہ روزِ قیامت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو جائے۔ آمین یارب العالمین!

## سوانح و تذکرہ شیخ المشائخؒ

جانشین شیخ المشائخ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ (سجادہ نشین: خانقاہ سراجیہ، کندیاں شریف) کی سرپرستی و نگرانی میں قائد تحریک ختم نبوت، قطب الاقطاب، شیخ المشائخ، امام الاولیاء حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کی سوانح، حالات و خدمات پر مبنی خاص اشاعت ''شیخ المشائخ نمبر'' کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس میں ان شاء اللہ حضرتؒ کی حیات طیبہ کے ہمہ جہت پہلوؤں کا احاطہ کیا جائیگا۔ اس خاص شمارے میں حضرتؒ کے رفقاء، تلامذہ، متوسلین، مریدین، معتقدین، محبین اور مستفیدین کے رشحات قلم شامل ہوں گے۔ اصحاب علم و قلم سے درخواست ہے کہ اپنی نگارشات 10 جولائی 2010ء تک ارسال فرما دیں۔

احسن خدامی: معرفت مولانا عبدالقدوس قارن مدظلہ، مدرس: جامعہ نصرۃ العلوم، محلّہ فاروق گنج گوجرانوالہ
0332-8354133--0334-4612774--0312-4612774

# بلاتبصرہ

ایک اخباری اطلاع کے مطابق سابق صدر پاکستان جنرل (ر) پرویز مشرف کو نیویارک سے لندن کی پرواز پر سوار ہوتے وقت تفصیلی تلاشی کے مراحل سے گزرنا پڑا۔ ان کے جوتے اور پتلون کی بیلٹ اتروائی گئی۔ محترمہ صہبا مشرف کو بھی جو ان کے ساتھ سفر کر رہی تھیں، چوڑیاں اور جیولری اتارنا پڑیں...... قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم انسانوں کے درمیان دن ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ جنرل (ر) پرویز مشرف کے ساتھ نیویارک میں پیش آنے والا یہ واقعہ اسی قانون قدرت کی بہترین مثال ہے، جب وہ پاکستان میں برسرِ اقتدار تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ میں فون اٹھاتا ہوں اور امریکی صدر سے بات کر لیتا ہوں۔ ان کے اس اندازِ گفتگو اور طرز تکلم میں ایک طرح تعلّی پائی جاتی تھی۔ جب تک وہ برسرِ اقتدار رہے وہ احساس و اظہار تفاخر کے ایسے مواقع ضائع نہیں کرتے تھے۔ ان کی گفتگوؤں سے یہ عندیہ بھی نہیں ملتا تھا کہ کبھی اُن کے اقتدار کا سنگھاسن ڈول بھی جائے گا۔ لگتا تھا انہیں یقین ہے کہ وہ تاحیات حکمران ہی رہیں گے۔ امریکہ کی محبت میں انھوں نے اہل وطن سے جو سلوک کیا وہ بھی ہر پاکستانی پر عیاں ہے۔ اب وہ امریکہ میں لیکچروں کے لیے جاتے، بزعم خویش دانش کے موتی لٹاتے اور ڈالروں سے جیبیں بھرتے ہیں۔ ان کے پاس دولت کی پہلے بھی کمی نہیں۔ اسلام آباد کے سرسبز و شاداب علاقوں میں انھوں نے سال ہا سال کی محنت سے جو محل تعمیر کروایا ہے وہ ان کی راہ تک رہا ہے۔ لیکن قسمت کی خوبی دیکھیے کہ وہ نیویارک کے ائرپورٹ پر جوتے اور بیلٹ اتروا کر جسمانی تلاشی دینے پر مجبور ہیں اور قریب کوئی ایسا ٹیلی فون بھی نہیں جسے اٹھا کر وہ صدر امریکہ تو کیا کسی دوسرے اہلکار سے بھی بات کر سکیں۔

امریکی قانون کی نظر میں وہ اب ایک عام آدمی ہیں اور ظاہر ہے انہیں وہ سہولتیں میسر نہیں رہیں جن سے وہ بطور صدر متمتع ہوتے تھے۔ لیکن اتنا تو ہو سکتا تھا کہ ان کا کوئی سابق نمک خوار ائرپورٹ حکام سے رابطہ کر کے ان کے لیے استثنا حاصل کر لیتا۔ جنرل (ر) پرویز مشرف جب بھی اس ائرپورٹ کی راہداری سے گزرتے تھے تو ان کے آگے پیچھے سلیوٹ مارنے والے موجود ہوتے تھے لیکن اب وہ وقت ہے کہ انہیں اس شناسا ائرپورٹ کے در و دیوار حیرت سے تک رہے ہوں گے، جب ان کی تلاشی لی جا رہی تھی۔ بہر حال یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔ سابق اور موجودہ حکمرانوں اور ان لوگوں کے لیے جو آنکھیں رکھتے ہیں۔ عبرت کا موقع...... **فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

(بشکریہ: روزنامہ ''پاکستان'' لاہور، ۲ رمئی ۲۰۱۰ء)

# مقصدِ زیست اور نصب العین سے انحراف کا نتیجہ

مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ

ہم اس مقصد کو بھول گئے جس کے لیے اللہ نے بے شمار قوموں کی موجودگی میں ہمیں منتخب کیا تھا۔ ہمیں نبوت سے جو مقصد ملا تھا کہ لوگوں کو انسانوں کی خدائی سے نکال کر خدائے واحد کا پرستار بنائیں۔ اسے فراموش کر دیا۔ لوگ اللہ کی شریعت کی جگہ اپنے من گھڑت قوانین نافذ کرنے لگے۔ ہم اسلامی اور نبوی قید و بند سے آزاد ہو کر ایک طرح کی اباحی زندگی کے خوگر ہو گئے۔ گویا نہ نبی کی امت ہیں اور نہ وحی و رسالت پر ایمان ہے۔ نہ حساب کا ڈر ہے اور نہ آخرت کا خوف ہے۔ ہم تمدن و اجتماع، سیاست، اخلاق اور معاشرت میں ان قوموں کی کاپی کرنے لگے جن کی وجہ سے اللہ ان سے ناراض ہوا تھا اور ان پر اپنا غضب نازل کیا تھا۔ **فیا للاسف و یا للعار.**

ہمارے پیش نظر کوئی صحیح اور اعلیٰ مقصد نہیں رہا۔ ہماری تگ و دو اور جدوجہد کھانے پینے اور عیش و عشرت تک محدود ہو گئی۔ دنیا کی قوموں میں ہماری کوئی خصوصیت اور امتیاز باقی نہیں رہا۔ ہم اپنے ہم جنسوں کی طرح ہی انسانوں کا ایک گلہ ہو کر رہ گئے۔

ہمارے بادشاہ اور سلاطین اپنی زندگی کے ایک گوشہ میں دنیا کے جبابرہ سے بھی بازی لے گئے اور فراعنہ و نمارده کی طرح دنیا میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے سے ہٹ کر کلمۃ الکفر کی بلندی میں مصروف ہو گئے۔ ہمارے دولت مندوں میں تکبر پیدا ہو گیا۔ ہمارے سردار اور اکابر قوم فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہمارے فساق و فجار بغض و حسد، جاہ طلبی، بے حیائی، حق تلفی، بدعہدی، بے وفائی، حدود اللہ سے تجاوز، ظلم و بے انصافی، اسراف و تبذیر اور فواحش و منکرات میں آج اپنی مثال آپ ہیں۔ **فانا للہ و الی اللہ المشتکیٰ.**

اس کا نتیجہ ہے کہ زندگی کے ہر موڑ پر ہم پیچھے دھکیلے جا رہے ہیں اور ہر قدم پر ہمیں ناکامیوں سے ہمدوش ہونا پڑتا ہے۔ آج بھی ہم ناکام نہیں۔ اگر ہم اپنی اندرونی اور بیرونی قوتوں کی اصلاح کر لیں...... یعنی ہمارا قلب ایمان سے معمور ہو جائے اور روح دینی تعلیمات اور اسلامی اخلاق کے ذریعے پاکیزہ ہو جائے۔ سینہ میں دینی حمیت جوش مارنے لگے اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ پوری دنیا میں آگ لگ رہی ہے اور اسے بجھانے کے لیے پانی مسلمان کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ اس کے لیے دوڑ دھوپ، محنت اور جدوجہد کو ہم اپنا نصب العین بنا لیں۔ اس راہ میں اپنی لذتیں، اپنی مسرتیں، اپنا خواب و خور بھول جائیں تو ہم آج بھی قضاء الٰہی اور حکم ربانی بن کر سب پر غالب آ سکتے ہیں۔ قرآن، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت آج بھی موجود ہیں۔ ہمیشہ یہی مسلمانوں کے لیے قوت اور زندگی کا منبع، جوش ایمان کا مخزن رہی ہیں۔ مسلمانوں نے ہمیشہ ان سے زندگی اور طاقت حاصل کی ہے۔ آج بھی اگر ہم ان پر خاص توجہ کریں۔ ان کی اشاعت میں خاص حصہ لیں۔ خود پڑھیں اور اپنے بچوں کو پڑھائیں تو ہم عزت اور قوت کے مالک ہو سکتے ہیں۔ ان سے ہٹ کر کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی ہے۔ (''نقوشِ زنداں'' ۱۹۶۲ء، ص: ۲، ۳، ۴)

دوسری وآخری قسط

# حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بحیثیت ایک خلیفۂ راشد

مولانا ابوریحان سیالکوٹی

**بحوالۂ سپردگی خلافت از خلیفۂ راشد:**

وضاحت اس حوالہ کی یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پہلے خلیفہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے اور خلیفہ بھی محض وقتی، عارضی اور ہنگامی نہ تھے بلکہ اربابِ حل وعقد کی بیعت سے با قاعدہ وباضابطہ اور مستقل خلیفہ ہوئے تھے۔ اسی لیے ان کی خلافت کو...... باوجودیکہ وہ خود مہاجرین اولین میں سے نہیں ہیں...... مہاجرین اولین، خصوصاً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے تتمہ کے طور پر باقاعدہ طور پر شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت وسلطنت حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ہی سپرد کی تھی اور سپرد بھی بلاکسی جبر واکراہ، بلاکسی کمزوری ومجبوری اور بلاکسی قلت وعلت کے محض مسلمانوں کی خیر خواہی کے پیش نظر باختیار خود کی تھی اور باقاعدہ وباضابطہ اور مستقل طور پر ملی ہوئی حکومت سے دست بردار ہو کر کی تھی۔ ظاہر ہے کہ انھوں نے وہی حکومت، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کی تھی اور اسی حکومت سے دست بردار بھی ہوئے تھے جو انہیں اوپر سے پہنچی تھی اور سب جانتے اور مانتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اوپر سے منتقل ہوتی ہوئی خلافتِ راشدہ والی حکومت ہی پہنچی تھی۔ بادشاہی والی حکومت نہ پہنچی تھی...... بلکہ اگر اہل سنت کے اس استدلال کو دیکھا جائے۔ جس میں وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کو حدیثِ سفینہ کے حوالہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خلافت کا تکملہ بنا کر قرآن کی موعودہ خلافتِ راشدہ کے تیس سال پورے کیا کرتے ہیں تو پھر یہ تک بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت حسن کو قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ ہی پہنچی تھی۔ اسی سے دستبردار ہو کر اسی کو انھوں نے آگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تھا۔ بادشاہت والی حکومت نہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس تھی نہ ان کو اوپر سے پہنچی تھی اور نہ انھوں نے وہ آگے سپرد ہی کی تھی۔ جب ان کو سپرد ہی خلافتِ راشدہ ہوئی تھی تو ادھر سے اُدھر جاتے ہی آخر وہ بادشاہت کیسے بن گئی؟ کیا صرف اس لیے کہ حدیث سفینہ میں تیس سالہ خلافت کے بعد ''ثم یؤتی اللّٰہ ملک من یشاء'' آیا ہے؟ تو یہ لفظ تو حدیث میزان میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے ذکر کے بعد بھی آیا ہے۔ ان حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا! ''**خلافة نبوة ثم یؤتی اللّٰہ الملک من یشآء**'' (ابوداود، ازالۃ الخفاء، خارجی فتنہ) اس سے تو حضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ عنہما کی خلافت بھی بادشاہت ثابت ہوتی ہے۔ نیز شاہ صاحب دہلوی نے احادیثِ خلافت کا تفصیلی ذکر کر کے یہاں تک تصریح کر دی ہے کہ نقلِ متواتر سے کہ جس سے زیادہ معتبر شرعیات میں کوئی نقل نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ثابت ہو چکا ہے کہ ''بعد

شہادت حضرت عثمان کے خلافت برطریقِ نبوت نہ رہے گی اور کاٹ کھانے والی سلطنت ظاہر ہوگی۔'' (ازالۃ الخفاء، ص ۵۵۲ رج ۱) اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی کاٹ کھانے والی سلطنت بنتی ہے۔ جو تاویلیں ان حدیثوں میں کی جاتی ہیں وہی آخر حدیثِ سفینہ میں کیوں نہیں ہوسکتیں اور کیوں نہیں کرلی جاتیں؟ اور کیوں نہیں کی گئیں؟ یہاں ہی معاویہ رضی اللہ عنہ کو مَلِک اور ان کی حکومت کو ملوکیت کہنے کو ہی آخر ''سنت'' کیوں بنا ڈالا گیا؟

## بحوالۂ قرآن:

آخر میں ''ختامہ مسک'' کے طور پر قرآن وحدیث کے حوالہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خلیفۂ راشد ہونا ملاحظہ ہو۔

امام ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے حضراتِ خلفاء راشدین کی خلافتوں کے برحق ہونے پر قرآن کریم کی جن آیات سے استدلال کیا ہے ان میں سے ایک سورۃ الانبیاء کی یہ آیت بھی ہے۔

**ولقد کتبنا فی الزبور من م بعد الزکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون.**

(اور بے شک ہم لکھ چکے ہیں (سب) آسمانی کتابوں میں، لوح محفوظ (میں لکھنے) کے بعد کہ زمین کے وارث ہوں گے، میرے نیک بندے)۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۵)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں سے زمین کی وراثت وخلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ علامہ عثمانی رحمہ اللہ اس آیت پر اپنے تفسیری فوائد میں تحریر فرماتے ہیں۔

''کامل وفادار بندوں سے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو دنیا وآخرت کی کامیابی اور اس زمین اور جنت کی زمین کا وارث بنائے گا۔''

آگے اس سلسلہ کی قرآنی آیات سے استشہاد کر کے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ ایسا حتمی اور قطعی وعدہ ہے جس کی خبر اس نے اپنی کتب شرعیہ اور کتبِ قدریہ میں دی، ''لوح محفوظ'' اور ''ام الکتاب'' میں یہ وعدہ درج کیا اور انبیاء علیہم السلام کی زبانی بار بار اعلان کرایا۔ داؤد علیہ السلام کی کتاب ''زبور'' ۳۷۔۲۹ میں ہے کہ ''صادق زمین کے وارث ہوں گے۔'' چنانچہ اس امت میں کے کامل وفادار اور صادق بندے مدت دراز تک زمین کے وارث رہے، شرق وغرب میں انھوں نے آسمانی بادشاہت قائم کی، عدل وانصاف کے جھنڈے گاڑ دیے، دینِ حق کا ڈنکا چاردانگ عالم میں بجا دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی ان کے ہاتھوں پر پوری ہوئی۔ ''ان اللّٰہ زَویٰ لی الارض فرأیتُ مشارقھا ومغاربھا وَاِنَّ امتی سَیَبْلُغُ مُلکُھا ما زوِیَ لِی منھا۔'' (تفسیر عثمانی سورہ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۵)

حدیث کا ترجمہ یہ ہے:

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹا تو میں نے اس کے مشارق ومغارب دیکھ لیے، اور بے شک میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لیے زمین سمیٹی گئی ہے۔'' (صحیح مسلم ص ۳۹۰ جلد ۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے جن نیک اور کامل وفادار بندوں سے زمین کی وراثت وخلافت کا وعدہ کیا گیا ہے اب ان کا مصداق اور موعودلہم ، نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہی ''الصٰلحون'' ہیں ۔شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوالدرداء اور بروایت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ زبور سے یہی مصداق نقل کیا ہے۔

(ازالۃ الخفاء مترجم صفحہ۱۲۳ جلد۲)

پھر امتِ محمدیہ کے ''الصالحون'' میں سے سب سے بڑھ کر نیک اور کامل وفادار وفرمانبردار بندے چونکہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں لہٰذا امتِ محمدیہ میں سے بھی سب سے بڑھ کر اس آیت کے مصداق اور اس حتمی وقطعی وعدہ کے سب سے اول موعودلہم یہی حضرات ہیں۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جن کو دنیا میں بالفعل خلافتِ ارضی کی یہ میراث ملی ان میں ،حضراتِ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد نمایاں نام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔چنانچہ حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے اس آیت کے مصداق کا خلفاء کی تفصیل بیان کرتے ہوئے جو روایات نقل کی ہیں،ان میں جہاں حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا نام بنام ذکر کیا ہے۔وہاں اسی سیاق اور اسی انداز میں ان کے متصل بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کی بھی تصریح کی ہے،قارئین ملاحظہ فرمائیں،حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ ناقل ہیں:

(۱)　''ابوالقاسم بغوی نے سعید بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ذی قربات حمیری سے (جو یہود کے بڑے عالموں میں سے تھا) پوچھا گیا کہ اے ذی قربات! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون (خلیفہ) ہوگا؟ اس نے کہا: امین (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) پوچھا گیا، پھر ان کے بعد کون؟ تو اس نے کہا: ایک روئیں تن (یعنی عمر رضی اللہ عنہ) پوچھا گیا، پھر ان کے بعد کون؟ اس نے کہا: ایک سخی آدمی (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) پوچھا گیا، پھر ان کے بعد کون؟ اس نے کہا: ایک گورے رنگ کا فتح مند آدمی (یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ) (ازالۃ الخفاء مترجم صفحہ۱۳۱، جلد۱)

## وضاحت:

یہاں ذی قربات نے ان خلفاء کا ذکر کیا ہے جن کی خلافتیں ،منتظمہ ہوئی تھیں،حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت چونکہ غیر منتظمہ ہوئی تھی اس لیے اس نے یہاں اس کا ذکر نہیں کیا ورنہ پہلی کتابوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر موجود ہے،جیسا کہ اگلی ہی روایت میں آرہا ہے۔(نیز دیکھو ازالۃ الخفاء ۱۲۸۔۱۲۹ جلد۱)

(۲)　''ابن سعد نے ابوصالح سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) حدی خواں ،حضرعثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق یہ شعر پڑھ رہا تھا (ترجمہ) بے شک خلیفہ بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

اور زبیر رضی اللہ عنہ میں بھی پسندیدہ خلافت (علامت) ہے۔کعب رضی اللہ عنہ نے کہا (زبیر رضی اللہ عنہ) نہیں بلکہ معاویہ رضی اللہ عنہ،حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو انھوں نے (کعب سے) کہا کہ اے ابواسحاق! یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔درآں حالیکہ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مثل علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔کعب رضی اللہ عنہ نے کہا (میں جانتا ہوں) تم ہی ہو۔'' (ازالۃ الخفاء مترجم صفحہ۱۳۱ جلد۱۔البدایۃ صفحہ۱۲۷، جلد۸)

(۳) ''سطیح (ملک شام کے مشہور کاہن) کا قول ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر کے کہا کہ ان کے دین کے والی صدیق رضی اللہ عنہ ہوں گے...... پھر ان کا خلیفہ ایک راست باز اور تجربہ کا سردار ہوگا...... پھر ان کا خلیفہ ایک پرہیزگار اپنے کام میں تجربہ کار ہوگا...... پھر اس کا خلیفہ اس کا مددگار ہوگا اور تدبیر کے ساتھ اپنی رائے کو مخلوط رکھے گا، روئے زمین پر لشکروں کو جمع کرے گا۔

(مددگار سے یہاں مراد معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان ہیں۔) (ازالۃ الخفاء مترجم صفحہ ۱۳۲ جلد ۱)

پہلی آسمانی کتابوں اور ان کے عالموں کی ان روایات سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ کے بعد آسمانی کتابوں میں لکھے ہوئے اپنے حتمی وقطعی وعدے کے مطابق امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات) کے پہلے طبقے میں سے جن اپنے نیک اور صالح بندوں کو زمین کی وراثت اور خلافت دی، ان میں حضراتِ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں جس سے معلوم ہوا کہ اس آیت کا مصداق جس طرح حضراتِ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم ہیں بالکل اسی طرح ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ بلکہ اگر قرب عند اللہ کے مراتب ودرجات سے قطع نظر کر کے صرف رقبۂ وراثت اور مدتِ خلافت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے پیشرو تمام خلفاء سے کہیں بڑھ کر اس کا مصداق ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ مدتِ خلافت تو ان کی انیس سال سے بھی کچھ اوپر ہے جب کہ حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی کی خلافت کی بھی نہیں۔ اسی طرح ان کا رقبۂ وراثت بھی سب سے حتیٰ کہ دنیا کے مشہور فاتحِ اعظم سکندر مقدونی کے زیرِ نگیں رقبہ سے بھی زیادہ ہے، وہ اس طرح کہ عہد صدیقی میں اسلامی دنیا کا رقبہ گیارہ لاکھ مربع میل، عہدِ فاروقی میں بائیس لاکھ مربع میل، عہدِ عثمانی ومرتضوی میں چوالیس لاکھ مربع میل اور سکندر اعظم کی فتوحات کا رقبہ چونسٹھ لاکھ مربع میل تھا جب کہ عہدِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں اسلامی دنیا کا رقبہ چھیاسٹھ لاکھ مربع میل تک پہنچ چکا تھا۔

یاد رہے کہ آباد معلوم دنیا کا کل رقبہ ایک سو بیس لاکھ مربع میل ہے، اس اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت، آدھی دنیا سے بھی زیادہ پر بنتی ہے۔ لہٰذا بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس زیر بحث آیت کے جتنے مصداق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ثابت ہوتے اور بنتے ہیں اس کا اتنا مصداق، آج تک کی ساری اسلامی تاریخ میں کوئی اور خلیفہ نہیں بن سکا۔ اسی لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اور بالکل بجا فرمایا تھا کہ

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، سرداری کے لائق، معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔''

اس پر حضراتِ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا نام لے کر ان سے پوچھا گیا کہ ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو انھوں نے فرمایا:

'' کانوا واللہ خیرا من معاویۃ وکان معاویۃ اسود منھم '' (اللہ کی قسم! درجے مرتبے میں تو یہ حضرات ہی معاویہ سے بہتر تھے لیکن سرداری وحکمرانی میں معاویہ ان سے بڑھ کر تھے۔) (الاستیعاب علی الاصابہ صفحہ ۳۹۷ جلد ۳)

واضح رہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ سرداری وحکمرانی، خلیفۂ راشد اور خلافت راشدہ والی ہی تھی ورنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کا تقابل حضراتِ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی سرداری وحکمرانی سے نہ کرتے۔

اسی طرح حضرت کعب احبار رحمہ اللہ (جو پہلے یہود کے بہت بڑے عالم تھے) نے جو فرمایا تھا کہ

''لن یملک من ھذہ الامۃ ماملک معاویۃ''(اس امت میں کوئی حکمران ایسی حکمرانی نہ کرے گا جیسی معاویہ رضی اللہ عنہ نے کی) (سیرۃ حضرت معاویہ از مولانا نافع صفحہ ۶۲۶ جلد ا)

تو انھوں نے بھی کوئی مبالغہ نہ کیا تھا بلکہ ایک امرِ واقعہ ہی بیان کیا تھا۔

الغرض قرآن کریم کی اس زیر بحث آیت میں جن عباداللہ الصالحون سے خلافت اور زمینی وراثت کا حتمی وقطعی وعدہ کیا گیا ہے اس کے مصداق جیسے حضراتِ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم ہیں ویسے ہی ان کے بعد اپنے مرتبے میں اس کا مصداق، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ لہٰذا جیسے حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم راشدین خلفاء اوران کی حکومتیں، راشدہ خلافتیں ہیں ایسے ہی ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی خلیفہ راشد اوران کی حکومت بھی خلافتِ راشدہ ہی ہے۔ باقی رہا فرقِ مراتب؟ تو وہ تو خود حضراتِ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم میں بھی ہے بلکہ اس سے بھی آگے انبیاء اور رسولوں تک میں ہے۔ لیکن اس سے نفسِ خلافت اور نبوت ورسالت پر کوئی اثر نہیں پڑا کہ کم درجے والے کی اصل خلافت یا نبوت ورسالت ہی ختم ہوگئی ہو۔ خوب سمجھ لو۔

لہٰذا جیسے حضراتِ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کو آیت استخلاف کے حوالہ سے قرآن کے موعود، خلفاءِ راشدین اوران کی حکومتوں کو قرآن کی موعودہ، راشدہ خلافتیں کہا جاتا ہے بالکل ویسے ہی یہاں زیر بحث اس آیت کے حوالہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی قرآن کا مکتوب ومزبور خلیفۂ راشد اوران کی حکومت کو قرآن کی مکتوبہ ومزبورہ خلافتِ راشدہ کہا جا سکتا ہے۔ واضح رہے کہ ہم نے اختصار کی وجہ سے بطور نمونہ صرف ایک آیت کے حوالہ پر ہی اکتفا کیا ہے ورنہ خلفاءِ راشدین کی حقیقتِ خلافت پر شاہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے جن آیتوں سے استدلال کیا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان میں سے بعض اور آیتوں کا بھی مصداق بنتے ہیں۔

### بحوالۂ حدیث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو (خلافت کی بشارت دیتے ہوئے) فرمایا:''کَیْفَ بِکَ لَوْ قَدْ قَمَّصَکَ اللّٰہُ قَمِیْصاً یعنی الخلافۃ''

(تیرا کیا حال ہوگا اگر اللہ تعالیٰ تجھے پہنا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خلافت مراد لے رہے تھے۔) اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''یا رسول اللّٰہ وان اللّٰہ مقمص اخی قمیصا''

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو (یہ) قمیص پہنانے والا ہے؟) اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نعم ولکن فیہ ھنات و ھنات و ھنات''

(ہاں! لیکن اس میں فسادات اور فسادات اور فسادات ہوں گے) (ازالۃ الخفاء مترجم صفحہ ۵۱۴ تا ۵۱۶، جلد ۴)

ایک روایت میں اس کے آگے یہ بھی ہے کہ یہ سن کر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی کہ یارسول اللہ! پھر اس کے لیے دعا فرمادیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

**” اللھم اھدہ بالھدی وجنبہ الردی واغفر لہ فی الآخرۃ والاولی “**

(اے اللہ! معاویہ کو ہدایت (کے راستے) پر چلا۔ اور اس کو (ان فسادات کے) مضر اثرات سے بچا اور دنیا و آخرت میں اس کی مغفرت فرما۔) (البدایۃ صفحہ ۱۲۰، جلد ۸)

واضح رہے کہ فسادات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حالات کے وہ فسادات تھے جو سبائی مفسدوں اور بلوائیوں نے بپا کیے تھے۔ مثلاً شہادتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ، جنگِ جمل وصفین، نظامِ خلافت کا درہم برہم ہونا، جہاد کا موقوف ہوجانا، مسلمانوں کی تلواروں کا کافروں کے مقابلہ کی بجائے آپس میں چلنے لگ جانا وغیرہ وغیرہ۔

اور خلافت کی بشارت کے ساتھ، حالات کے ان فسادات کا ذکر کرنے سے مقصد، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی قابلیتِ سیادت اور صلاحیتِ قیادت کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ حالات تو گو اس وقت بے حد پرآسوب و پر پیچ ہوں گے، ہر طرف فسادات ہی فسادات نہ صرف پھیلتے بلکہ پھوٹتے پڑتے ہوں گے مگر معاویہ رضی اللہ عنہ، سرداری وحکمرانی کی خداد اور خاندانی قابلیت وصلاحیت کی بدولت ان پر ایسا قابو پالے گا کہ دنیاءِ سبائیت (جو ان فسادات کی ذمہ دار ہوگی) اپنا سر پیٹ کر رہ جائے گی۔ اور پھر وقت آنے پر ایسا ہی ہوا۔

اور ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا بھی منقول ہے۔

**” اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ “** (ترمذی صفحہ ۲۴۷، جلد ۲ باب مناقب معاویہ)

بعض روایات میں ” واھدہٖ “ کے اضافے کے ساتھ پوری دعا یوں منقول ہے۔

**”اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدہٖ واھد بہ “** (البدایۃ صفحہ ۱۲۱ جلد ۸)

اب معنی ومطلب یہ ہوگا:

”اے اللہ! معاویہ کو ہدایت کرنے والا، ہدایت یافتہ بنا، اور اس کو ہدایت (ثابت قدمی) عطا فرما۔ اور اس کے ذریعہ سے دوسروں کی (بھی) ہدایت نصیب فرما۔“

اس پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا اس لیے فرمائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ کسی نہ کسی وقت میں خلیفہ ہوں گے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر بہت ہی شفیق تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالِ محبت نے اقتضا فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے خلیفہ کے لیے ہدایت کرنے اور ہدایت پانے کی دعا فرمائیں۔

(ازالۃ الخفاء مترجم صفحہ ۵۷۲-۵۷۳ جلد ۱)

اور یہ تو واضح ہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعائیں ان کو خلافت کا اور ان دعاؤں کا اہل اور مستحق سمجھ کر ہی فرمائی ہیں۔ نا اہل اور غیر مستحق سمجھ کر نہیں فرمائیں۔

پھر شاہ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صحابی سے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم، غیب کے ترجمان تھے۔ (ازالۃ الخفا صفحہ ۶۰۸، ۳۸۰ جلد ۲)

پھر حافظ ملا علی قاری رحمہ اللہ اور علامہ ابن حجر مکی ہیتمی رحمہ اللہ نے بالتصریح لکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر دعاؤں کی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا بھی مقبول ہوئیں۔

(ملاحظہ ہو مرقات شرح مشکوٰۃ باب جامع المناقب تحت ہذا الدعاء۔ وتطہیر الجنان صفحہ ۱۱، ۱۲)

پھر آگے چل کر اپنے موقع پر وقت اور زمانے نے بھی حافظ ملا علی قاری اور علامہ ہیتمی رحمہ اللہ مکی کی باتوں کی خوب خوب تصدیق کر دی۔ دنیا نے سر کی آنکھوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دعاؤں کی مقبولیت دیکھی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی ترجمانی کرتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو متعدد بار مختلف انداز سے خلافت کی بشارت سنائی اور ان کا آخر کار خلیفہ ہونا بیان فرمایا، پھر ان کو ہادی و مہدی اور دوسروں کے لیے ذریعہ ہدایت ہونے نیز ہدایت پر ثابت قدم رہنے جیسی دعائیں دیں تو ناممکن تھا کہ خارج میں غیب کی اس نبوی ترجمانی کے مطابق ان باتوں کا وقوع وظہور نہ ہوتا، لہٰذا وہ اس کے عین مطابق خلیفہ بھی ہوئے اور ہادی و مہدی بھی، دوسروں کے لیے ذریعۂ ہدایت بھی بنے اور تا دمِ واپسیں ان کو ہدایت کی پر ثابت قدمی بھی نصیب رہی۔ خلیفۂ ہادی و مہدی ہی دوسرے لفظوں میں خلیفۂ راشد کہلاتا ہے اس لیے حدیث کی رو سے بھی وہ خلیفۂ راشد ہی ہوئے نہ کہ مَلِک و بادشاہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق اور صحیح بات جاننے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللّٰم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔ آمین۔ واضح رہے کہ یہ اس موضوع کا صرف مثبت پہلو ہے اور وہ بھی انتہائی اختصار کے ساتھ۔ خود اس کی بھی بہت کچھ تفصیل باقی ہے اور اس کا منفی پہلو یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف آیتِ استخلاف اور حدیثِ سفینہ سے استدلال اور اس کے جواب کی بحث تو مکمل طور پر باقی ہے۔ ایک ماہنامہ کا دامن چونکہ اس کا متحمل نہیں تھا اس لیے اس کو یہاں نہیں چھیڑا گیا۔ یہ تمام تفصیلات قارئین ان شاء اللہ، سبائی فتنہ جلد دوم میں ملاحظہ کر سکیں گے۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
24 جون 2010ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

# حمد باری تعالیٰ

داغ دہلوی

یارب ہے بخش دینا بندے کو کام تیرا
محروم رہ نہ جائے کل یہ غلام تیرا

جب تک ہے دل بغل میں، ہردم ہو یاد تیری
جب تک زباں ہے منہ میں، جاری ہو نام تیرا

ایمان کی کہیں گے، ایمان ہے ہمارا
احمد* رسول تیرا، مصحف کلام تیرا

*صلی اللہ علیہ وسلم

ہے تُو ہی دینے والا پستی سے دے بلندی
اسفل مقام میرا، اعلیٰ مقام تیرا

محروم کیوں رہوں میں، جی بھر کے کیوں نہ لوں میں
دیتا ہے رزق سب کو، ہے فیض عام تیرا

یہ داغؔ بھی نہ ہوگا تیرے سوا کسی کا
کونین میں ہے جو کچھ، وہ ہے تمام تیرا

☆☆☆

# کچھ ہونے والا ہے!

عبدالمنان معاویہ

وطن عزیز پاکستان اس وقت جن مسائل کا شکار ہے، اس میں سرفہرس' بجلی کا بدترین بحران، جس سے معاشی نقصان ہورہا ہے۔ ملز بند، اور ملوں کے بند ہونے سے ہزاروں افراد بے روزگار، مہنگائی کا جن قابو میں نہیں آرہا۔ بے روزگاری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ علماء کرام کا ٹارگٹ کلنگ کافی عرصہ سے شروع ہے۔ خودکش حملے بند ہونے کا نام نہیں لے رہے۔ پانی کی قلت کا سامنا ہے۔ دریاؤں میں سیلاب کی جگہ سراب نظر آتا ہے۔ کبھی چینی نہیں ملتی تو کبھی آٹا۔ ہاں بلیک پرسب دستیاب ہے۔ ۱۸ ویں ترمیم منظور ۱۹ ترمیم زیرغور لیکن ان ترامیم سے عوام کی مشکلات کم نہیں ہوئیں۔ عدلیہ جو فیصلہ کرتی ہے وہ حکومت کو اپنی توہین نظر آتی ہے۔ اندر ہی اندر' عدلیہ کے خلاف بھی کھچڑی پکائی جارہی ہے۔

عوام بھوک سے پریشان، بجلی نہ ہونے سے پریشان، بیروزگاری سے پریشان اور دیگر مسائل سے پریشان، پاکستان کی ایک لیڈی وزیر صاحبہ سونے کا تاج لیے انڈیا پہنچی لیکن ملک کی غریب عوام پر ان کی نظر نہ گئی۔

پاکستان کے حکمرانوں کو دیکھ کر کبھی تو بے ساختہ ہنسی آتی ہے اور کبھی آنکھیں چھلک پڑتی ہیں۔ افسوس ۶۲ سال سے زائد کا عرصہ بیت گیا ملک بنے کو لیکن آج تک ہمیں اچھی قیادت نہ ملی اور نہ ہی اچھے برے کی پہچان ہوسکی۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے کہ ہم پر اب کون حکومت کرے گا، اس کا فیصلہ امریکہ کرتا ہے۔ پاکستان پر امریکہ کی مکمل اجارہ داری ہے۔ وہیں سے ہمارے حکمران منتخب کیے جاتے ہیں۔ امریکہ کی پاکستان سے دشمنی کے ہزارہا شواہد موجود ہیں لیکن موجودہ حکمران امریکہ کی پاکستان دشمنی کی زندہ مثال ہے اس پورے سیاسی سیٹ میں آپ کو کوئی پختہ فکر اصابت رائے اور محبّ وطن شخص نظر نہیں آئے گا۔

سیاسی جماعتوں کے ہزار ہا نام سہی لیکن صحیح معنوں میں دو جماعتیں ہوتی ہیں: (۱) حزبِ اقتدار، (۲) حزبِ اختلاف۔ مسند اقتدار کے مزے لوٹنے والے جب ملکی مفاد کا سودا کرنے کی سعی کرتے ہیں حزب اختلاف آڑے آتی ہے لیکن یہاں نہ اقتداریوں کا پتہ نہ اختلافیوں کا، گویا کہ بزبان حال کہہ رہے ہیں۔ ''ہم سب ایک ہیں''۔

دوربین ایک آلہ ہے جس سے دور کی چیز نزدیک نظر آتی ہے، اکثر یہ آلہ رمضان المبارک اور عیدین کے مواقع پر استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ رب العزت بڑے قدرت والے ہیں، اس نے بعض افراد کی آنکھوں میں یہ آلہ اپنی قدرت کاملہ سے فری فٹ کردیا ہے۔ ایسے خوش نصیبوں کو ہم دوربین نظر والے حضرات کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔

ایسے لوگوں کو ہلال کمیٹی کا چیئر مین یا رکن ہونا چاہیے تھا لیکن یہ بیچارے ہوٹلوں پر یا تنہائی میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ ایسے ہی ایک شخص سے احقر کی ملاقات ہوگئی، دور بین نگاہ والے صاحب ملکی حالات پر تبصرہ فرمانے لگے اور کہا ''اب جلد ہی پاکستان میں انقلاب آنے والا ہے'' انقلاب کا نام سن کر ہمارا جسم تو چند لمحوں کے لیے سن ہو گیا، تھوڑی دیر بعد بصد احترام عرض کیا میاں خدا کا نام لیں۔ پہلے ہی ملک کا ستیاناس ہوا پڑا ہے اور آپ هل من مزيد کا شگوفہ چھوڑ رہے ہیں۔

چونکہ انہیں دور کی چیزیں نزدیک نظر آتی ہیں اس لیے اپنی بات پر اڑے رہے اور صومالیہ، ارجنٹائن اور ایران کی داستانیں اس انداز میں سنانے لگے کہ ایک ایک واقعہ کو پاکستان کے موجودہ حالات سے تطبیق دیتے رہے کہ انکار کی گنجائش نہ رہی، چند لمحوں کے بیان ذیشان کے بعد سانس لینے کے لیے خاموش ہوئے اور میری طرف دیکھا جیسے اب مجھے موقع دے رہے ہوں کہ اب بولنے کی باری میری ہے۔ بڑوں سے سنا تھا کہ جب ڈر لگے تو آیۃ الکرسی پڑھ لینا، سو میں آیۃ الکرسی پڑھنے میں مصروف تھا۔ جب انھوں نے دیکھا یہ نہیں بولتا تو دوبارہ بیان شروع کر دیا اور طویل بیان کے بعد فرمایا'' آج ہماری عوام کو صرف ایک لیڈر کی ضرورت ہے جس میں قائدانہ صلاحیت موجود ہو، جو پورے ملک کو ظالموں سے نجات دلائے اور اگر ایسا نہ ہوا تو یاد رکھنا عوام گروہوں کی شکل میں نکلے گی جس سے ملک میں فساد، قتل وغارت گری، لوٹ مار شروع ہو جائے گی۔''

احقر نے عرض کی بس کیجیے، دعا فرمایئے اللہ خیر کرے۔ فرمایا! ''دعاؤں اور تسبیح کے دانوں سے جہاز نہیں گرتے'' ان سے اجازت لے کر احقر گھر کی طرف چل دیا لیکن سارے راستے ان کی باتیں ایک ایک کر کے ذہن کی سکرین پر نمودار ہوتی رہیں اور مجھے بھی واقعتاً ایسا محسوس ہوا کہ ''اب کچھ ہونے والا ہے۔''


## دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے دار القرآن کی تعمیر

دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی کا جدید دار القرآن 16×37 کے رقبے میں مغربی جانب تعمیر ہو چکا ہے۔ تعلیمی و انتظامی اور دفتری ضروریات کے پیش نظر قدیم تعمیرات میں خاصی تبدیلی کی جا رہی ہے کام ابھی تشنہ ہے اور تکمیل کے لیے کم از کم دو ماہ مزید لگیں گے۔ تقریباً چار لاکھ روپے اس کام پر خرچ ہو چکے ہیں اور کم و بیش تین لاکھ روپے مزید خرچ ہوں گے۔ جملہ اہل خیر سے تعاون کی فوری درخواست ہے۔

عبداللطیف خالد چیمہ مدیر منتظم دار العلوم ختم نبوت (رجسٹرڈ)

نیشنل بنک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی، کرنٹ اکاونٹ نمبر 1306 برانچ کوڈ نمبر 0760

بنک اکاونٹ بنام دار العلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی

جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی۔ ضلع ساہیوال

# قافلۂ حق وصداقت کے میر کارواں

مولانا زاہدالراشدی

۵؍مئی کو نمازِ مغرب کے بعد مدرسہ نصرۃ العلوم میں مولانا حاجی محمد فیاض خان سواتی کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس بات کا تذکرہ ہوا کہ آج حضرت والدمحترم مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کو ایک سال پورا ہو گیا ہے کہ گزشتہ سال ۵؍مئی کو ان کا وصال ہوا تھا۔ اس سے تھوڑی دیر بعد یہ غم ناک خبر ملی کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب کا ملتان میں انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارا ایک سال پہلے والا صدمہ پھر سے تازہ ہوگیا کہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ اور حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ کے انتقال کے بعد جن دو چار شخصیات کی سرپرستی، دعاؤں اور موجودگی کا سہارا ہمارے پاس باقی رہ گیا تھا، حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ ان میں سرفہرست تھے۔

مجھے یوں یاد پڑتا ہے کہ میں نے ان کی پہلی بار زیارت ۱۹۶۷ء کے دوران ڈیرہ اسماعیل خان میں جمعیت علماء اسلام کے زیراہتمام منعقد ہونے والی آئین شریعت کانفرنس کے موقع پر کی تھی۔ وہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کا جلوس کی شکل میں استقبال کیا گیا تھا اور قبائلی عوام اپنے روایتی انداز میں ان دونوں بزرگوں کو جلوس کے ساتھ شہر کے مختلف بازاروں میں گھما رہے تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ براہِ راست اس کانفرنس کے انتظامات کررہے تھے اور ہمارے پرانے دوست خواجہ محمد زاہد صاحب جنھوں نے ابھی کچھ عرصہ قبل جامِ شہادت نوش کیا ہے، کانفرنس کا انتظام کرنے والے نوجوانوں کی قیادت کررہے تھے۔ مجھے اس سفر کے دوران خانقاہ سراجیہ شریف میں حاضری کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ میرے بڑے بہنوئی حاجی سلطان محمود خان صاحب ریلوے میں ڈیزل مکینک تھے اور ان دنوں ان کی ڈیوٹی کندیاں ریلوے جنکشن پر تھی، جہاں وہ ایک کوارٹر میں بچوں اہل خانہ سمیت رہائش پذیر تھے۔ ان کے پاس گیا تو خانقاہ سراجیہ شریف میں بھی حاضری ہوئی۔ غالباً ایک رات قیام کیا، حضرت خواجہ صاحبؒ موجود تھے۔ انھوں نے بہت شفقت کا اظہار فرمایا مگر میری دلچسپی کا بڑا حصہ خانقاہ شریف کی لائبریری سے وابستہ تھا جو اس وقت ملک کی اہم لائبریریوں میں شمار ہوتی تھی۔ میں نے اس دور میں مزارعت اور بٹائی کی حرمت کے حوالے سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے موقف کی تائید میں ایک تفصیلی مضمون لکھا تھا جو ہفت روزہ ”ترجمانِ اسلام“ لاہور میں قسط وار شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کی بیشتر تیاری میں نے خانقاہ سراجیہ کی لائبریری میں کی تھی۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کی آخری زیارت میں نے گزشتہ سال رجب کے دوران ایک سفر میں خانقاہ سراجیہ شریف میں حاضری کے موقع پر کی۔ اس سفر میں مجھے خانقاہ سراجیہ میں حاضری کے علاوہ رئیس الموحدین حضرت مولانا

حسین علی رحمہ اللہ کی قبر پر حاضری کا شرف بھی حاصل ہوا۔

اس پہلی اور آخری ملاقات کے دوران نصف صدی کے لگ بھگ کا عرصہ ہے اور اس عرصہ میں حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ملاقاتوں کے وسیع سلسلہ کو اگر تین ہندسوں میں بھی بیان کرنا چاہوں تو شاید مبالغہ نہ ہو۔ پاکستان میں اور بیرون ملک ان کی خدمت میں حاضریوں اور ان کی دعاؤں اور شفقتوں سے فیض یاب ہونے کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ وہ جمعیت علماء اسلام کی مرکزی قیادت میں شامل تھے اور ایک عرصہ تک نائب امیر رہے۔ میں نے بھی کم وبیش ربع صدی کا عرصہ جمعیت علماء اسلام میں ایک متحرک کارکن کے طور پر گزارا ہے اور سالہا سال تک جمعیت کے مرکزی عہدیداران کی ٹیم میں سیکرٹری اطلاعات کے طور پر شامل رہا ہوں۔ اس دوران جمعیت کے اجتماعات اور کانفرنسوں میں ان سے استفادہ کا موقع ملتا رہا ہے۔ وہ خاموش اور دعا گو بزرگ تھے۔ جلسوں میں گھنٹوں بیٹھے رہتے اور آخر میں دعا فرماتے۔

میں نے انھیں زندگی میں ایک ہی بار جلسہ عام میں مائیک کے سامنے کھڑے ہو کر کچھ کہتے سنا ہے۔ یہ اکتوبر ۱۹۷۵ء کی بات ہے۔ جب جامع مسجد نور مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں جمعیت علماء اسلام کا قومی نظام شریعت کنونشن تھا۔ ملک بھر سے ہزاروں علماء کرام جمع تھے۔ جمعیت علماء اسلام کی مرکزی اور صوبائی قیادتیں موجود تھیں۔ اس کی آخری نشست میں اسٹیج پر موجود اکابر علماء کرام کو جن میں مولانا مفتی محمودؒ، مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا سید محمد شاہ امروٹیؒ، مولانا سید محمد ایوب جان بنوریؒ، مولانا عبید اللہ انورؒ، مولانا عبدالغفور آف کوئٹہ اور مولانا محمد سرفراز خان صفدر جیسی بزرگ شخصیات بھی شامل تھیں۔ حضرت درخواستیؒ نے باری باری مائیک پر بلا کر ان سے نفاذِ شریعت کے لیے زندگی بھر جدوجہد کرتے رہنے کا عہد لیا تھا۔ میں اس نشست کا اسٹیج سیکرٹری تھا اور خیر وسعادت کی یہ ساری کارروائی میرے ہاتھوں سرانجام پا رہی تھی۔ **فالحمدلله علي ذالک**

کل ہی ایک دوست نے مجھ سے پوچھا کہ کیا کسی نے مولانا خواجہ خان محمدؒ کو کسی جلسے میں تقریر کرتے بھی دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تقریر کرتے تو نہیں دیکھا لیکن ایک بڑے جلسۂ عام میں مائیک کے سامنے کھڑے ہو کر کچھ کہتے ضرور سنا ہے اور یہ وہی موقع تھا جس کا میں نے تذکرہ کیا ہے۔ میری تگ وتاز کا دوسرا بڑا میدان ہمیشہ سے تحفظ ختم نبوت کا محاذ رہا ہے اور اس سلسلہ میں کام کرنے والے ہر حلقے کے ساتھ تعاون کو اپنے لیے باعث نجات سمجھتا ہوں۔ اس محاذ میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد کی امارت میں سرگرم کردار ادا کرنے کی سعادت بھی مجھے حاصل رہی ہے اور بیسیوں اجتماعات اور اجلاسوں میں ان کے ساتھ رفاقت کے شرف سے بہرہ ور رہا ہوں۔ میں ان کے صبر وحوصلے کا ہمیشہ معترف رہا ہوں کہ وہ ختم نبوت کانفرنسوں میں گھنٹوں مسند صدارت پر تشریف فرما رہتے۔ توجہ کے ساتھ مقررین کے خطابات سنتے۔ ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ ان کی خطیبانہ اداؤں پر داد بھی دیتے اور آخر میں ان کی پرخلوص اور پرنور دعا پر محفل کا اختتام ہوتا۔

غالباً ۱۹۷۸ء کے لگ بھگ کا قصہ ہے کہ کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی نیم والی مسجد میں جمعیت علماء اسلام کا جلسہ تھا۔ میری تقریر تھی۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ نمازِ عشاء کے بعد جلسے کی کارروائی شروع ہونے والی تھی کہ کسی دوست نے آکر خبر دی کہ مولانا خان محمد صاحبؒ کا انتقال ہو گیا ہے۔ جلسے کے منتظم حضرت پیر جی عبدالحلیمؒ تھے۔ انھوں نے مجھ سے مشورہ کیا تو باہمی مشورے سے طے پایا کہ جلسے میں ایک تعزیتی تقریر کے بعد اس کے التواء کا اعلان کر دیا جائے اور پھر سفر کی تیاری کی جائے تا کہ صبح

جنازے پر کندیاں شریف پہنچا جا سکے۔ جلسے کی کارروائی کو مختصر کر کے صرف میں نے بیس پچیس منٹ خطاب کیا۔ مولانا خان محمدؒ کی دینی وعلمی خدمات کا ذکر کیا اور ان کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے تعزیت کے طور پر جلسہ ملتوی کرنے کا اعلان کر دیا۔

کندیاں شریف جانے کے لیے کرائے کی ویگن کا اہتمام کیا گیا۔ ہم گیارہ بجے کے لگ بھگ ویگن پر سوار ہونے کے لیے روڈ پر پہنچے تو میں نے پیر جی سے عرض کیا کہ مجھے چائے کی طلب ہو رہی ہے۔ سامنے والے سٹال سے چائے پی لیتے ہیں اور ساتھ ہی گیارہ بجے والی خبریں ریڈیو سے سنتے ہیں۔ ممکن ہے جنازے وغیرہ کے پروگرام کی کوئی خبر ہو۔ خبریں سنیں تو معلوم ہوا کہ وفات پانے والے بزرگ خواجہ خان محمد صاحب ہمارے کندیاں شریف والے بزرگ نہیں بلکہ کوئی اور بزرگ ہیں اور چائے کے کپ کی طلب نے ہمیں کندیاں شریف کی طرف بے مقصد سفر کی صعوبت سے بچا لیا۔

بعد میں ایک موقع پر شاید جمعیت علماء اسلام کے کسی اجلاس میں حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ نے مجھے اپنے پاس بلا کر آہستہ سے کان میں کہا کہ تمہاری وہ کمالیہ والی تقریر کسی نے ریکارڈ بھی کی تھی یا نہیں؟ میں نے پوچھا کہ حضرت! آپ کو پتا چل گیا ہے؟ مسکرا کر فرمایا کہ ہاں پتا چل گیا ہے لیکن اگر وہ تقریر مل جائے تو سننا چاہتا ہوں۔

مولانا خواجہ خان محمدؒ سلسلہ نقشبندیہ سراجیہ کی ایک بڑی خانقاہ کے مسند نشین تھے۔ ان سے ہزاروں افراد نے جن میں بڑی تعداد دینی کارکنوں اور علماء کرام کی ہے، استفادہ کیا ہے، لیکن وہ صاحب علم صوفی تھے۔ تصوف کے رموز واسرار سے نہ صرف آشنا تھے بلکہ ان کے ثقہ شارح بھی تھے اور اب ان جیسے نفوس کے دم قدم ہی سے تصوف کا یہ جہاں آباد ہے۔

ایک بار امریکہ سے ایک نومسلم خاتون گوجرانوالہ آئیں۔ یہ نومسلم خاتون فلسفہ کی پروفیسر ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علوم سے خصوصی دلچسپی رکھتی ہیں۔ انھوں نے حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ سے ملاقات کے دوران تصوف کے بعض حساس اور دقیق مسائل پر تبادلۂ خیالات کیا اور دریافت کیا کہ تصوف کے علمی مسائل اور اشکالات پر مجھے کس بزرگ سے بات کرنی چاہیے؟ حضرت صوفی صاحبؒ نے دو بزرگوں کے نام لیے کہ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ اور حضرت خواجہ خان محمدؒ میں سے جس بزرگ سے بھی ملیں گی، آپ کو اپنے اشکالات وسوالات کا تسلی بخش علمی جواب ملے گا۔

میں اس وقت حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کے جنازے میں شرکت کے لیے سفر کی تیاری کر رہا ہوں اور جلدی جلدی میں یہ سطور تحریر کر رہا ہوں کہ حاضری میں تاخیر نہ ہو جائے مگر ان کی یادوں کے مختلف مراحل ذہن کی اسکرین پر بار بار نمودار ہو رہے ہیں۔ یادوں کا یہ سلسلہ تو چلتا ہی رہے گا کہ ان کے بعد ان کی یہ یادیں ہی اب ہمارا سہارا ہیں۔

میں حضرت خواجہ صاحبؒ کے خاندان، جماعت، مریدین، معتقدین اور متعلقین سے تعزیت کرتے ہوئے یہ سوچ رہا ہوں کہ تعزیت تو سب حضرات کو مجھ سے کرنی چاہیے کہ ایک کارکن سے اس کا امیر رخصت ہو گیا ہے۔ ایک گناہ گار سے دعاؤں کا سہارا چھن گیا ہے اور ایک راہرو سے اس کا رہبر جدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ صاحبؒ کے حسنات قبول فرمائیں۔ کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں اور تمام پسماندگان اور متعلقین کو یہ عظیم صدمہ صبر اور حوصلے کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے حضرت خواجہ صاحبؒ کے حسنات کا سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق فراواں فرمائیں۔ آمین، یارب العالمین۔

# ایک مشفق ومحسن اور مربّی کی رحلت

سید محمد معاویہ بخاری

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

یہ دور قحط الرجال کا دور ہے اور بقول معروف دانشور جناب اشفاق احمد مرحوم کے یہ تو ڈنگر ڈھوروں کا دور ہے، انسان پیدا ہونے بند ہوگئے ہیں، ایسے حرماں نصیب دور میں شرف انسانیت سے ممتاز، علم وعمل کے شہسوار، ہزاروں لاکھوں کی ہدایت ورہنمائی کا باعث بننے والے رہبر واستاذ، تزکیۂ نفس سے ارواح کو اجالنے اور نمونۂ اخلاق واعمال سے زندگیوں میں تغیر لانے والے مخلص وبے ریا بندگان خدا کا اس بے ثبات دنیا سے رخت سفر باندھ کر عالم بقاء (ابدی راحتوں کے مسکن) منتقل ہو جانا یقیناً اہل دل کیلیے بہت بڑا سانحہ ہے۔ کرۂ ارضی کو جن پاکیزہ نفوس کی بدولت بے شمار عذابوں سے محفوظ بنا دیا جاتا ہے، جن کے وجود کی برکت سے خوشنما ماحول بنتے ہیں اور جن کی مستجاب دعاؤں کے طفیل آسمانوں پر رحم و کرم کے فیصلے باقی رکھے جاتے ہیں، جو فاذکرونی اذکرکم کا عملی مصداق بنتے ہیں۔ جنہوں نے ویرانوں میں پھول کھلائے، جھلستے رہگزاروں کو گلستانوں میں تبدیل کیا جو رب بے نیاز کے بندۂ بے نیاز بن کے جیئے، جن کے علم، حلم، کرم کی گواہیاں بے شمار ہوں ایسی انسان گر شخصیات کا دنیا سے اٹھ جانا قرب قیامت کا اعلان ہی تو ہے۔

۵رمئی ۲۰۱۰ء بروز بدھ کو ایسی ہی ایک جہاں تاب شخصیت خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ﷫ عالم فنا سے عالم بقا کو تشریف لے گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

اپریل ۲۰۱۰ء کے آخری عشرے کی بات ہے جب اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین یادگار اسلاف حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب کو شدید علالت کے باعث ملتان کے ایک نجی ہسپتال (سیال ہسپتال) میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ حضرت کی علالت کے بارے میں بتایا گیا تھا گزشتہ تین ماہ سے بیمار ہیں اور انہیں یرقان کا عرضہ لاحق ہے۔ مرض کی شدت میں اضافہ کے سبب انہیں انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں رکھا گیا تھا۔ راقم اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ حضرت کی زیارت کیلیے ہسپتال حاضر ہوتا رہا لیکن کیونکہ معالج حضرات نے ملاقات کی اجازت نہیں دے رکھی تھی۔ اس لیے محض دور سے چہرۂ مبارک دیکھ کر دعائے صحت کر کے واپسی ہو جاتی۔ ۲ اور ۳رمئی کو چند قریبی احباب نے بتایا تھا کہ حضرت کی صحت پہلے سے قدرے بہتر ہے جبکہ ۴رمئی کو اطلاعات یہ تھیں کہ حضرت نے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد معقول ٹھوس غذا بھی لی تھی ورنہ ادویات اور مشروبات پر ہی اکتفا کیا جا رہا تھا۔ ۵ مئی کی یہ اطلاع اپنی جگہ خوش آئند تھی کہ شدید نقاہت کے باوجود حضرت کی طبیعت نسبتاً

ٹھیک ہے لیکن پھر نمازِ مغرب کے بعد اچانک ہی حضرت مولانا کے انتقال کی خبر آ گئی۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

بھیرہ سے ہمارے مہربان مولانا عزیز الرحمٰن خورشید کا فون آیا تھا اور وہ اس حادثۂ فاجعہ کی تصدیق کرنا چاہتے مگر اس وقت تک میں بھی انہی کی طرح اس حادثہ سے لاعلم ہی تھا اس لیے فوراً ہسپتال کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر دیکھا کہ حضرت جسدِ خاکی کو ہسپتال کے کمرے سے ایمبولینس میں منتقل کیا جا رہا تھا۔ برادرِ محترم سید محمد کفیل بخاری صاحب، اور برادرِ عزیز حافظ مولوی سید عطاء المنان بخاری سلمہ سے وہاں ملاقات ہوئی جو حضرت ؒ کے صاحبزادہ کے پاس غم واندوہ کی تصویر بنے کھڑے تھے۔

ایمبولینس کے شیشہ سے حضرت کا نورانی چہرہ صاف نظر آ رہا تھا اور لوگ اپنے مرشد و رہنما کے چہرے کی ایک آخری جھلک دیکھنے کے لیے دیوانہ وار لپک رہے تھے۔ اس صورتحال کو بھانپتے ہوئے فوری طور پر فیصلہ کیا گیا کہ ایمبولینس کو جلد سے جلد وہاں سے روانہ کیا جائے، بصورت دیگر بے پناہ رش کی وجہ سے کئی مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں۔ ذرائع ابلاغ پر حضرت کے سانحۂ وفات کی خبر نشر ہونے کے بعد لوگ ہسپتال کا رخ ہی کر رہے تھے اور جہاں ہسپتال واقع ہے اس روڈ پر سینکڑوں لوگوں کے اجتماع کی گنجائش بالکل بھی نہیں تھی۔ چنانچہ ایمبولینس کو فوری طور پر روانہ کر دیا گیا اور مشتاقان آخری دیدار سے معذرت کرتے ہوئے انہیں جنازہ میں شرکت کے لیے خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف پہنچنے کی تلقین کی گئی۔ جنازہ کیلیے ۶ مئی بروز جمعرات تین بجے سہ پہر کا وقت بتایا گیا، اس اطلاع کے بعد تمام عقیدت مند کندیاں شریف کی جانب روانہ ہو گئے۔ ملک بھر سے دن رات کی تمیز کیے بغیر قافلے چل رہے تھے، بزرگ اور نوجوان فاصلوں کی طوالت خاطر میں لائے بغیر محض اللہ کے ایک برگزیدہ بندے کے جنازہ میں شرکت کیلیے عازمِ سفر تھے۔ دوپہر دو بجے تک جامع مسجد کے قریب وسیع وعریض میدان میں انسانوں کا ایک سمندر جمع ہو چکا تھا۔ سخت گرم موسم کے باوجود لوگ خانقاہ سراجیہ پہنچ رہے تھے۔ قطاریں بنائی جا رہی تھیں، صفوں کو درست کرنے اور نظم وضبط بحال رکھنے کے اعلانات سپیکر سے کیے جا رہے تھے، عقیدت مند دیوانوں فرزانوں پر مشتمل لاکھوں کے اجتماع کا ایک ایسا روح پرور منظر تھا جس کی کیفیات بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ سب لوگ ایک ایسی شخصیت کی محبت وعقیدت میں جمع تھے جس سے ان کی کوئی رشتہ داری نہ تھی، سرکاری دوباری رسوخ اور ذاتی مفادات پر مبنی تعلقات کے برعکس ''حبی فی اللہ'' کا تعلق کتنا گہرا ہو سکتا ہے؟ اس کا اندازہ ایک مردِ درویش، فقیر منش، فنافی اللہ اور وقت کی قطب شخصیت کی جدائی میں روتے بلکتے انسانوں کے جمِ غفیر کو دیکھ کر بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔ حضرت مولانا خان محمد ؒ کی نمازِ جنازہ آپ کے صاحبزادہ مولانا خلیل احمد صاحب نے پڑھائی اور آپ کو خانقاہ سے ملحق آبائی تاریخی قبرستان ان کے مرشدِ اول حضرت مولانا احمد خان صاحب ؒ اور مرشدِ ثانی حضرت مولانا عبداللہ صاحب ؒ کے قرب میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ رحمہ اللّٰہ رحمۃ واسعۃ

## خانقاہ سراجیہ کا قیام اور اس کا پس منظر:

برصغیر پاک وہند وہ خوش نصیب خطۂ ارضی ہے جہاں اللہ عزوجل کی محبوب شخصیات نے جنم لیا اور اخلاص وللٰہیت کے پیکران اولیاء اللہ نے اپنے اطراف میں پھیلی کفر وشرک کی اندوہناک تاریکیوں میں ہدایت ومعرفت کے چراغ روشن کیے، وہ ظلمت کدۂ دھر جہاں مٹی کے بھگوان پوجے جاتے تھے۔ گاؤ ماتا کالی دیوی، سانپ دیوتا برگد کے درختوں اور سورج چاند ستاروں کی پرستش کی جاتی تھی، اللہ کے ان بندوں نے اپنی مخلصانہ ومجاہدانہ جدوجہد اور اپنے بے مثال اخلاق وکردار سے لوگوں کے قلوب و اذہان بدل ڈالے، انہیں کفر وشرک اور بدعات ورسومات کے اندھیروں سے نکال کر ایک پروردگارِ عالم، بزرگ وبرتر ''اللہ'' رب

العزت کی معرفت سے روشناس کرا دیا۔نسیم پختہ کچی کٹیاؤں میں بنی خانقاہوں، مدارس اور مساجد سے دین اسلام کی ضیاء پاش کرنیں یوں پھیلیں کہ ظلمت کدوں کے مجاور حیران وششدر رہ گئے۔آفتاب و ماہتاب شخصیات کا ایک سلسلۃ الذہب جس نے آنے والے زمانے کا دور بین تجزیہ کر کے اپنی بے لوث دینی محنت کا آغاز کیا تھا۔تاریخ یہی بتاتی ہے کہ اس محنت کے ثمرات کروڑوں اربوں انسانوں تک پہنچے، ہدایت عام ہوئی، اللہ کا نام، اللہ کا دین، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں آپ کی عفت و عصمت کا تحفظ، ختم نبوت پر ایمان ویقین راسخ اور فدا کاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت وحرمت ان کی محبت وخدمات کا پرچار ہوا اور امت مسلمہ کیلیے اپنی کھوئی ہوئی پہچان برقرار رکھنے اور عظمت رفتہ کی واپسی کے امکانات کسی حد تک روشن ہوگئے۔خانقاہی نظام نے چار صدیوں کی مشقت اور صبر آزما جدوجہد سے ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا تھا کہ جس میں تحریک تجدید احیاءِ دین کو قوت ووسعت نصب ہوئی۔حضرت مجدد الف ثانی ؒ نے اس خانقاہی نظام کی تجدید نو جن مستحکم بنیادوں پر کی تھی یہ اسی کے برگ وبار تھے کہ دیوی بن (دیوبند) جیسے کفر گڑھ میں احیاء علوم اسلامیہ کیلیے انار کے ایک درخت کے سایہ تلے پہلا مدرسہ قائم ہوا جو آج ''دارالعلوم دیوبند'' کے نام سے کرۂ ارض پر جگمگا رہا ہے۔ایک طرف علوم دینیہ کی ترویج کیلیے کی گئی یہ بیش بہا کوشش اللہ کے فضل وکرم اور علماء دین کی بے مثال مخلصانہ جدوجہد سے بارآور ہو رہی تھی تو دوسری طرف خانقاہی نظام میں بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مساعیات جمیلہ کے طفیل انقلابی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں، جمود اور یبوست کی دبیز پرتیں دل ودماغ سے پگھلنے میں گو کہ سو برس سے بھی زائد کا عرصہ لگا لیکن بہرحال خانقاہی نظام جو عیسائی رہبانیت اور ہندو پُروھت پرستی کی راہ چل نکلا تھا۔حضرت مجدد صاحب ؒ کی محنت وجدوجہد سے لگنے والی ضرب یداللّٰہی نے اسے پھر جادۂ مستقیم پر گامزن کر دیا تھا اور خانقاہیں پھر سے ان اسلاف کی ڈگر پر چل نکلیں تھیں جسے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منہاج قرار دیا جاتا ہے اور جو قرآن کے حکم، تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیۂ نفس پر مبنی ہیں، اس حسین علمی وروحانی تعلیم وتربیت کے اشتراک سے وہ جماعت مخلصین تیار ہو رہی تھی جسے بعد ازاں فرنگی سامراج کے ہمہ جہتی تباہ کن نظام کی راہ میں بنیان مرصوص بن کر ایستادہ ہونے کے ساتھ ساتھ متعصب ہندو کی دسیسہ کاریوں سے بھی نبرد آزما ہونا تھا۔چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے قافلۂ حریت کے ارکان میں سے ہی ایک فرد جلیل نے مجددی نسبت کا سلسلہ مستحکم کرنے کیلیے دہلی میں خانقاہ مظہریہ قائم کی تھی اور پھر اسی کی ایک شاخ ''خانقاہ احمدیہ موسیٰ زئی شریف'' ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں پہنچی اس کے بعد خانقاہ احمدیہ موسیٰ زئی شریف کے تیسرے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد سراج الدین ؒ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں ؒ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد سراج الدین ؒ کی یاد میں میانوالی کے مضافات میں اپنے آبائی ''علاقہ ورقبہ'' پر خانقاہ سراجیہ قائم کی۔خانقاہ سراجیہ کی تعمیر ۱۹۲۰ء سے پہلے شروع ہوئی تھی۔حضرت مولانا احمد خاں ؒ اپنے علاقہ کے بہت بڑے زمیندار تھے لیکن دنیوی ثروت رکھنے کے باوجود فقیرانہ مزاج پایا تھا، دینی تعلیم کے حصول کا بے انتہا شوق اور خانقاہی نظام سے وابستہ ہونے کی تڑپ تھی۔چنانچہ اسی شوق وتڑپ کی تکمیل کیلیے نہ صرف دینی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد خانقاہ احمدیہ موسیٰ زئی شریف میں پہلے حضرت خواجہ محمد عثمان ؒ اور پھر ان کے جانشین وفرزند حضرت خواجہ محمد سراج الدین ؒ سے روحانی فیض وتربیت حاصل کی اور تمام مشکل مراحل اور تکالیف کو انتہائی درجہ صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کر کے عنداللہ وعندالناس اعلیٰ مقام ومراتب حاصل کئے۔یہ اسی فیض و

تربیت کا نتیجہ تھا کہ مولانا احمد خاں ؒ نے متوسلین خانقاہ سراجیہ ''طالبانِ حق'' کو خوب خوب فیض بہم پہنچایا ان کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ کے مراحل طے کرانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جلد ہی خانقاہ سراجیہ اور حضرت مولانا احمد خاں کے فیض و تربیت کا شہرہ برصغیر کے اطراف و اکناف تک پھیلنے لگا۔ اس وقت کے اکابر علماء اور دارالعلوم دیوبند کے مشائخ خانقاہ سراجیہ تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا احمد خان صاحب ؒ نے اپنی حیات سعید میں ہی اپنے تربیت یافتہ ۳۱ بزرگ حضرات کو خلافت عطا فرمادی تھی۔ آپ کا انتقال ۱۹۴۱ء میں ہوا اور آپ کی رحلت کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق ہی فہرست خلفاء میں سے حضرت مولانا عبداللہ ؒ کو جانشین مسند خانقاہ سراجیہ مقرر کیا گیا۔

حضرت مولانا عبداللہ ؒ ایک عالم باعمل اور تزکیۂ نفس کے خانقاہی نظام سے مصفا ہو کر نکلنے والی شخصیت تھے چنانچہ انھوں نے بھی اپنے شیخ حضرت مولانا احمد خاں ؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خانقاہ سراجیہ کی روشن روایات کو پروان چڑھایا اور دین اسلام کی تعلیم و تبلیغ کیلیے اپنے آپ کو وقف کیے رکھا۔ مذکورہ دونوں شخصیات کے خلوص وللّٰہیت کے طفیل ہی خانقاہ سراجیہ کی شہرت برصغیر کی حدود سے نکل کر دنیا بھر میں پھیلنے لگی اور حلقۂ خانقاہ سراجیہ میں شامل ہونے والے لوگ ایک تسبیح کی طرح باہم جڑے ہوئے یک فکر ہو گئے۔

## حضرت خواجہ خان محمد ؒ کی ولادت اور خانقاہ سراجیہ سے تعلق:

برادر محترم جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب اور محترم حافظ حبیب اللہ چیمہ صاحب کی بیان کردہ مصدقہ روایت کے مطابق حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ کے شناختی کارڈ اور دیگر دستاویزات پر درج تاریخ پیدائش ۱۹۲۰ء ہے جبکہ ایک اور روایت کے مطابق جو کہ حضرت ؒ کے فرزندان گرامی سے منقول ہے کہ حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ کی تاریخ پیدائش ۱۹۲۰ء سے پہلے کی ہے۔ تاہم سال، مہینہ اور دن کا تعین اس لیے ممکن نہیں کہ اس سلسلہ میں کبھی تصدیق کا موقع ہی نہیں آیا لیکن اس بات کا تعین کسی حد تک بہرحال کیا جاسکتا ہے کہ حضرت ؒ کی ولادت ۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۶ء کے درمیان کسی ماہ میں ہوئی تھی اور یہ بات زیادہ قرین حقیقت اس لیے بھی معلوم ہوتی ہے کہ خانقاہ سراجیہ کی تعمیر بھی ۱۹۲۰ء سے پہلے ہی شروع ہوگئی تھی اور بانیٔ خانقاہ حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ نے اپنے قریبی عزیز اور مرید خاص خواجہ محمد عمر ؒ سے ان کے تین بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو اپنے لیے مانگ لیا تھا جس پر خواجہ محمد عمر ؒ نے اپنے تینوں بیٹے مرشد گرامی حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ کی خدمت میں پیش کر دیے تھے۔ حضرت مولانا احمد خاں صاحب قدس سرہٗ نے ان میں سے ''حضرت خواجہ خان محمد'' کو منتخب کر کے اپنے زیر سایہ ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام شروع فرما دیا تھا۔ مذکورہ بالا روایت کے مندرجات کو ملحوظ رکھا جائے تو کسی حد تک یہ طے کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ؒ کا سن ولادت کیا ہے؟ کیونکہ خانقاہ سراجیہ کی تعمیر ۱۹۲۰ء سے پہلے شروع ہوئی تھی اور جب اس کے تعمیراتی مراحل طے ہوئے تو ۱۹۲۱ء کا زمانہ شروع ہو چکا تھا اور اس وقت حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ کی عمر ۵ سے ۶ برس کے درمیان تھی اور یہی وہ عرصہ تھا جب وہ حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ کے سایہ عاطفت میں آ گئے تھے۔ **(واللّٰہ تعالیٰ اعلم)**

حضرت مولانا خان محمد صاحب ؒ بچپن سے ہی انتہائی سنجیدہ، بردبار، صلح جو، عافیت پسند، خاموش طبع اور عمیق

غور و فکر جیسی امتیازی خصوصیات سے متصف تھے۔ حضرت ؒ کے بچپن اور نوجوانی کے حوالہ سے دستیاب مصدقہ روایات ثابت کرتی ہیں کہ مذکورہ بالا خصوصیات حضرت کو فطرتاً ودیعت ہوئی تھیں چنانچہ مرشد و استاذ حضرت احمد خان صاحب ؒ کی نظر دوربین نے سعادت و نجابت کی انہی خصوصیات کی بدولت ہی آپ کا انتخاب کیا اور تعلیم و تربیت اپنے ذمہ لے لی تھی۔

حضرت خواجہ خان محمد ؒ کا تعلیمی انہاک، تربیت پر عمل اور عبور جیسے اوصاف جلد ہی انہیں اپنے ہم عصروں سے بہت آگے لے گئے۔ اس وقت غیر منقسم برصغیر میں تعلیم دین کی دو سب سے بڑی یونیورسٹیاں موجود تھیں۔ اوّل: دارالعلوم دیوبند اور دوم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔ حضرت خواجہ صاحب ؒ کی خوش قسمتی دیکھئے کہ انہیں علوم اسلامیہ کی دونوں ہی یونیورسٹیوں سے اکتساب علم کا بھرپور موقع ملا اور اپنے وقت کے عظیم الشان و جلیل قدر، جبال علوم اساتذہ سے براہ راست علمی و روحانی استفادہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اور سلسلہ تعلیم مکمل ہوتے ہی آپ حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ کے پاس خانقاہ سراجیہ واپس تشریف لے آئے اور روحانی سلسلہ کے مدارج طے کرنے کے ساتھ ساتھ خانقاہ سراجیہ میں قائم مدرسہ سعدیہ میں بحکم مرشد تدریسی خدمات بھی سرانجام دینے لگے۔ اس کے ساتھ خانقاہی امور کی انجام دہی بھی آپ ہی کے ذمہ تھی۔ حضرت مولانا احمد خان صاحب ؒ کو حضرت خواجہ خان محمد ؒ پر اس قدر اعتماد تھا کہ حضرت کی خانگی ضروریات کا اہتمام بھی آپ ہی کیا کرتے تھے۔ قران السعدین کا عالم یہ تھا کہ ایک طرف حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ کی نظر عنایت بھرپور توجہات کے ساتھ ملتفت تھی تو دوسری طرف حضرت مولانا عبداللہ ؒ بھی آپ کو ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے اور اپنے شیخ حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ کی سونپی گئی ذمہ داریوں کو بتدریج و بہ طریق احسن آپ کو منتقل کرتے رہے۔ خالص سونا کسوٹی پر اپنی چمک دکھلانے لگا تھا۔ علم و عمل، تعلیم و تزکیہ اور پھر فطری خداداد صلاحیت کے سبب حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ اس کمال تک بھی پہنچ گئے جو ہر کسی کا نصیب نہیں ہوتا مگر وسعت ظرف کا یہ عالم تھا کہ علم و حکمت کے سمندر پی کر بھی طلاطم کے آثار دکھائی نہیں دیتے تھے، سادگی، سنجیدگی اور متانت کا دامن انتہائی وسیع اور قابل رشک تھا یہی وجہ تھی کہ حضرت مولانا عبداللہ ؒ اپنے جانشین سے انتہائی خوش اور مطمئن تھے کہ خانقاہ سراجیہ کی مسند کیلیے ایک جوہر قابل تیار ہو چکا تھا۔ ۱۹۵۶ء میں حضرت مولانا عبداللہ ؒ بھی اس دارِفانی سے دارالبقاء کو تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ کو بالاتفاق آپ کا جانشین مقرر کر دیا گیا۔

## خانقاہ سراجیہ کی ہمہ جہت ترقی کیلیے خدمات:

حضرت مولانا خان محمد ؒ عام و خاص کی محبوب شخصیت تھے۔ وہ ایک ایسا شفیق و مہربان سائبان تھے جس کے سائے تلے ہر مکتب فکر کے افراد سکون و اطمینان محسوس کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مختلف الخیال باہمی لوگ نظریاتی اختلافات کے باوجود حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بقدر ظرف و استطاعت فیض حاصل کرتے، حضرت ؒ انتہائی کم گو اور محتاط طبیعت کے باوجود علاقائی اور ملکی سطح پر ہونے والی مذہبی و سیاسی سرگرمیوں سے لاعلم ہرگز نہ تھے۔ عہد حاضر کی جدید اصطلاح ''سوشل کنٹریکٹ'' کے تناظر میں بھی دیکھا جائے تو ایک خانقاہی مزاج رکھنے والی شخصیت کے عامۃ الناس سے اس قدر گہرے روابط پر تعجب ہوتا ہے۔ حضرت ؒ انتہائی خندہ پیشانی سے تمام امور کی نہ صرف ادائیگی فرماتے بلکہ خانقاہ سراجیہ کی تعمیر و ترقی، مدرسہ سعدیہ کے نظم و نسق، طلباء و سائلین خانقاہ کے علاوہ علاقہ بھر کی خبر گیری کرتے۔ جہاں تک ممکن

ہوسکتا اپنا کردار بھرپور انداز میں ادا کرتے۔ آپ کی انہی توجہات کے باعث خلق خدا میں آپ کو بے انتہا محبوبیت ومقبولیت حاصل ہوئی۔ ۱۹۵۶ء میں حضرت مولانا عبداللہ ؒ کی وفات کے بعد جب آپ مسند نشین خانقاہ ہوئے تو اس وقت خانقاہ سراجیہ ایک بے آب و گیاہ علاقہ میں قائم شدہ واحد نشان عظمت تھی۔ چاروں اطراف میں کئی میل تک آبادی کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ تاہم خانقاہ سراجیہ اور مدرسہ سعدیہ جو حضرت مولانا ابوسعد احمد خان صاحب ؒ کی علمی و روحانی خدمات وتوجہات کے سبب برصغیر کے علمی وروحانی حلقوں میں اپنی حیثیت منوا چکے تھے۔ حضرت مولانا خان محمد ؒ نے اس باغیچۂ علم وحکمت کی خوب خوب آبیاری کی، حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ نے اپنے حیات میں ہی خانقاہ کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان لائبریری بھی قائم کی تھی جس میں ہزاروں دستیاب ونایاب دینی کتب کا ایک بیش قیمت ذخیرہ مہیا کیا گیا تھا اوراس کے لیے بیرون ملک شائع ہونے والی کتب بھی بصد اہتمام لائبریری کی زینت بنائی گئی تھیں جن سے اہل علم وتحقیق استفادہ کیلیے جوق در جوق تشریف لاتے۔ حضرت مولانا عبداللہ ؒ کے بعد حضرت خواجہ خان محمد ؒ نے بھی خانقاہ سراجیہ، مدرسہ سعدیہ اور سراجیہ لائبریری کی وسعت میں مزید کئی گنا اضافہ کیا۔ یہ آپ ہی کی توجہات اور شبانہ روز محنت وجدوجہد کا ثمر ہے کہ آج نہ صرف خانقاہ و مدرسہ وسعت پذیر ہیں بلکہ اطراف میں بھی جدید عمارات، ادارے، کالونیاں وجود میں آچکی ہیں۔ خانقاہ سراجیہ کی ۹۰ برس قبل تعمیر شدہ مسجد، خانقاہ کے حجرے اور مدرسہ سعدیہ کی قدیم وجدید عمارت اپنے حسن وجمال کے ساتھ قائم ودائم ہیں اور حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ کے زیرسرپرستی وزیرتربیت ان کے صاحبزادگان وجماعت مخلصین اس کا نظم ونسق شاندار انداز میں چلاتے رہے اور اب بھی چلا رہے ہیں۔

## تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر آپ ؒ کی خدمات

خانقاہ سراجیہ کے بانی مرشد العلماء والصلحاء حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ کی دینی خدمات کا دائرۂ کار صرف خانقاہ کے اصلاحی نظام تربیت وتزکیہ تک ہی محدود نہ تھا بلکہ وہ ان تمام دینی تحریکات کے سرپرست مؤید ومعاون بھی تھے جو مختلف عنوانوں سے برپا ہو رہی تھیں، تحریک جدوجہد آزادی ہو یا تحریک خلافت ہو یا تحریک ختم نبوت، حضرت مولانا احمد خاں صاحب ؒ ان تحریکات میں دامے درمے سخنے شریک رہے۔ بالخصوص تحریک تحفظ ختم نبوت میں آپ کا کردار انتہائی اہم اور سرپرست کا رہا۔ ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء میں تحریک خلافت کے چند اہم ارکان نے برصغیر کے سیاسی حالات کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک نئی تحریکی قوت بنانے پر اتفاق کیا تھا۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا داؤد غزنوی، مولانا ظفر علی خان، مولانا مظہر علی اظہر، مفکر احرار چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین اور غازی عبدالرحمٰن امرتسری سمیت دیگر چند علماء حضرات نے مشاورت سے ''مجلس احرار اسلام'' کی بنیاد رکھی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء شاہ بخاری ؒ اس جماعت کے پہلے امیر مقرر کردیئے گئے۔

قیام جماعت کے بنیادی اہداف بڑے واضح تھے۔ اوّل: ہندوستان میں فرنگی سامراج اور اس کے زرخرید ٹاؤٹوں کے خلاف رائے عامہ کا شعور بیدار کرنا، فرنگی اقتدار کے خاتمہ اور ہندوستان کی آزادی کیلیے جدوجہد کرنا۔ دوم: فرنگی کے خود کاشتہ پودے مرزا غلام قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بارہ میں مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور مرزائیت کے ابطال کیلیے جامع کوشش

کر کے مسلمانانِ برصغیر کو اس فتنۂ ارتداد سے بچانا، حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھر کی جدوجہد اور مجلس احرار اسلام کے زعماء و کارکنوں کی تمام تر قربانیوں کا حاصل بنیادی طور پر یہی دو مقاصد قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ بالخصوص قیام پاکستان کے بعد تو فتنۂ مرزائیت کا تعاقب مجلس احرار اسلام کا اولین مقصد بن گیا۔ ۱۹۵۳ء میں برپا ہونے والی عظیم الشان ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' کا سہرا حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مجلس احرار اسلام کے سر ہے۔ یہی وہ تاریخ ساز تحریک تھی جس نے بعد ازاں مرزائیوں کی غیر مسلم حیثیت کو قانونی شکل میں ثبت کیا۔ شہیدان ختم نبوت کا مقدس خون رنگ لایا اور ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمان نے مرزائیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ۱۰ ہزار فداکاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آقا و مولا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت و عصمت اور منصب ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے اپنی قیمتی جانیں نچھاور کر دی تھیں۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے جب مجلس احرار اسلام کا شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت قائم کیا تو بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابو سعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس احرار اسلام اور حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی نہ صرف بھرپور حمایت کی بلکہ اپنا مکمل عملی تعاون بھی پیش کر دیا اور تادم آخر یعنی اپنے سال وفات ۱۹۴۱ء تک اس کی ہمہ جہتی سرپرستی فرماتے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین حضرت مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مرشد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا اور خانقاہ سراجیہ کو اس عظیم تحریک میں ایک اہم مقام حاصل تھا۔ ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہزاروں عقیدت مندوں کو حکماً تحریک میں شامل ہونے کیلیے کہا گیا۔ حتیٰ کہ اسی تحریک میں حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ خود بھی گرفتار ہوئے، خانقاہ سراجیہ کے تحریک ختم نبوت، مجلس احرار اسلام اور حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور خانوادۂ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے گہرے تعلق کا ایک الگ باب ہے جس کا مختصر تذکرہ آئندہ سطور میں ہوگا۔

حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ سراجیہ کی مسند ارشاد پر بیٹھ کر ۵۵ برس پر محیط ایک طویل عرصہ تک بے مثال خدمات سرانجام دیں، دین اسلام کی تبلیغ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلیے ہر ممکن کوشش کو بروئے کار لائے اور تمام جماعتوں سے وابستہ اکابر و اصاغر علماء کی اکثریت کو تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر یکجا کئے رکھا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فقید المثال کارنامہ ناقابل فراموش ہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک کے دوران ۹ راپریل ۱۹۷۴ء کو حضرت علامہ انور شاہ صاحب قدس سرہٗ کے شاگرد رشید حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت اس شرط پر قبول فرمائی تھی کہ اگر حضرت مولانا خان محمد نائب امیر بنیں تو میں بھی امارت قبول کرلوں گا۔ چنانچہ ۹ راپریل ۱۹۷۴ء کو ہی حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نائب امیر مقرر ہوئے تھے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ۱۷ راکتوبر ۱۹۷۷ء کو حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا امیر منتخب کر لیا گیا اور پھر تادم آخر امارت کا منصب آپ کے نام ہی منسوب رہا۔ اپنے عہد امارت میں آپ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلیے سرگرم عمل رہے۔ پوری دنیا میں سفر کیے۔ ۱۹۸۴ء میں قادیانی سربراہ ''مرزا طاہر'' ملک سے فرار ہو کر اپنے حقیقی آقاؤں کے دیس ''برطانیہ'' جا بیٹھا تو حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے جماعت کے ذمہ داروں کو حکم فرمایا کہ قادیانیوں کا تعاقب برطانیہ جا کر بھی کیا جائے اور

اس سے پہلے کہ وہ برطانیہ میں بسنے والے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد میں مبتلا کردیں، برطانوی مسلمانوں میں تحفظ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کی جائے اور قادیانیوں کے مکروہ عزائم سے انہیں ہر ممکن طریقہ سے باخبر کرنے کی کوشش کی جائے، چنانچہ آپ ہی کی زیرسرپرستی لندن میں ختم نبوت کا مرکز بنا کر تحریر وتقریر کے ذریعہ قادیانیوں کے باطل عقائد کی نقاب کشائی کی گئی اور ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو اس فتنہ خبیثہ کے شاطرانہ جال سے محفوظ و مامون بنایا گیا۔

حضرت مولانا خان محمد ﷫ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود دنیا بھر میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے منعقد ہونے والے اجتماعات، کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت فرماتے رہے۔ بالخصوص پاکستانی علماء کی نئی پود کو اس مشن کیلیے حضرت نے کمر بستہ کیا اور انہیں امریکہ، برطانیہ، ہالینڈ، جرمنی، فرانس، سپین، جنوبی افریقہ، انڈونیشیا، ملائیشیا اور تمام خلیجی ریاستوں میں وفود کی صورت روانہ کرکے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کرنے اور مسلمانوں تک قادیانی گروہ بارے معلومات فراہم کرنے کی پُرزور مہم بھی شروع کی جس کے نتائج انتہائی شاندار اور ایمان افزا رہے۔ یہی وجہ تھی کہ خانقاہ سراجیہ اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد ﷫ کو عالمی سطح پر مقبولیت حاصل ہوئی، ان کا نام اور کام ہر جگہ قابل ستائش و قابل احترام تسلیم کئے گئے۔

## حضرت امیر شریعت ﷫ اور ان کے خانوادے سے تعلق:

خانقاہ سراجیہ کے بانی حضرت مولانا احمد خاں صاحب ﷫ کا حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ﷫ سے بہت گہرا قلبی تعلق تھا۔ انھوں نے ہمیشہ مجلس احرار اور حضرت امیر شریعت کی نہ صرف حمایت کی بلکہ بھرپور انداز میں سرپرستی بھی فرمائی۔ ایسے بے شمار واقعات تاریخ کا حصہ ہیں جو دونوں بزرگ حضرات کے مابین گہرے قلبی تعلق کے ثبوت کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔ حضرت شاہ جی پر قائم شدہ معروف زمانہ ''سکندر حیات کیس'' اس تعلق کی ان جہتوں سے متعارف کراتا ہے جو ہر کسی پر منکشف نہیں ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں لالہ موسیٰ میں کی گئی حکومت مخالف ایک پرجوش تقریر پر شاہ جی پر بغاوت کا مقدمہ قائم ہوا اور مظفر گڑھ سے گرفتار کرکے جیل بھیج دیے گئے۔ فرنگی اور اس کی معنوی اولاد کو یقین تھا کہ وہ اس بار اپنے اس ناقابل شکست دشمن کو عدالت سے سزائے موت دلوا کر ہی دم لیں گے لیکن ایک طرف اگر کفر اور اس کے معاونین اپنی جگہ کمر بستہ تھے تو دوسری طرف اولیاءاللہ کو پروردگار عالم کے فضل وکرم، اس کی بے پناہ رحمت پر بھروسہ اور اپنے صدق و یقین پر ایمان تھا کہ بول بالا آخر کار حق کا ہی ہوگا۔ حضرت مولانا احمد خاں صاحب ﷫ ان دنوں شدید بیمار تھے کہ شاہ جی کو سزا دلوائے جانے کے منصوبہ کی اطلاع حضرت تک پہنچ گئی، بہت بے چین ہوئے اور اطلاع لانے والے سے ارشاد فرمایا: ''شاہ جی سے کہنا میں بیمار ہوں پھر ایک وظیفہ پڑھنے کو بتایا اور فرمایا کہ اگر صحت اچھی ہوتی تو میرے لیے یہ صرف ایک رات کا کام تھا لیکن اب میں بیماری کے سبب مجبور ہوں، شاہ جی سے کہنا کہ اس وظیفہ کو تین راتوں میں پڑھیں اور پھر ہوگا تماشا'' چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندے کا یقین محکم ثابت ہوا اور لاہور ہائی کورٹ میں مقدمہ کی پیشی پر تماشا ہی ہوگیا اور سرکاری گواہ ''لدھا رام'' اللہ کے فضل و کرم اور بزرگوں کی دعاؤں سے سچ اُگلنے پر مجبور ہوگیا۔ فرنگی اور اس کے ذَلّہ خواروں کو بھری عدالت میں سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آیا اور حضرت امیر شریعت ﷫ ۵/ اپریل ۱۹۴۰ء میں لاہور ہائی کورٹ سے باعزت بری کردیئے گئے۔

حضرت مولانا احمد خاں صاحب ﷫ کی وفات کے بعد خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین حضرت مولانا عبداللہ ﷫ اور

ان کے بعد حضرت خواجہ خان محمد ؒ کا تعلق خاطر بھی یونہی برقرار رہا ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ کا فرزندان امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری ؒ، حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری ؒ، حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ اور حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ سے تادم آخر بہت گہرا اور مضبوط تعلق قائم رہا۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری ؒ سے شفقت ومحبت بھرے سلوک کے بے شمار واقعات ہیں جن میں سے چند ایک کا راقم بھی عینی شاہد ہے۔

ستمبر ۱۹۸۷ء میں عم محترم حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری ؒ برطانیہ میں مقیم چند قریبی احرار ساتھیوں کی دعوت پر برطانیہ تشریف لے گئے تھے اور ان کے ہمراہ مجلس احرار اسلام کے موجودہ مرکزی جنرل سیکرٹری جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور راقم بھی شریک سفر تھے۔ لندن پہنچ کر معلوم ہوا کہ ختم نبوت کانفرنس لندن کے ویمبلے ہال میں منعقد ہو رہی ہے۔ حضرت محسن شاہ جی کو بھی کانفرنس میں شرکت کی رسمی دعوت دی گئی تھی لیکن نامعلوم وجوہ کی بناء پر ان کا نام اشتہار میں شائع نہ ہو سکا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ بھی ان دنوں وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ عم محترم کو ٹیلی فون پر یاد فرمایا اور کانفرنس میں شرکت کیلیے اصرار فرمایا۔ راقم اس وقت قریب ہی بیٹھا تھا اور ان کے مابین ہونے والی گفتگو کم وبیش سن رہا تھا۔ عم محترم فرما رہے تھے کہ حضرت کانفرنس میں شرکت بن بلائے مہمان جیسی ہوگی مگر حضرت کا فرمانا تھا کہ آپ اسے میرا حکم سمجھیں آپ نہ صرف کانفرنس میں شریک ہوں گے بلکہ آپ کا خطاب بھی ہوگا۔ عم محترم نے حکم کی تعمیل کا وعدہ کیا چنانچہ اگلے روز ہم عرفان احمد چیمہ، عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر چند حضرات کے ہمراہ ''ویمبلے ہال'' پہنچے جہاں کانفرنس کا آغاز ہو چکا تھا اور متعدد مقرر حضرات خطاب فرما چکے تھے۔ جب ہال میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ سٹیج پر حضرات علماء کرام کی کہکشاں تشریف فرما تھی اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ؒ سراپا انتظار تھے حضرت نے شفقت واکرام کا معاملہ یوں فرمایا کہ اپنی نشست سے اٹھ کر محسن شاہ جی کا استقبال کرنے سٹیج کے کنارے تک تشریف لے آئے، بغل گیر ہوئے اور فرمایا: آپ نے شرکت کر کے میرا مان بڑھایا ہے، اللہ آپ کو جزائے خیر دے، کانفرنس میں محسن شاہ جی کی تقریر بھی بے مثال ہوئی تھی اور حضرت نے بھی اسے بے انتہا سراہا، پذیرائی کی اور کانفرنس سے اگلے روز ملاقات کیلیے حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عابد صاحب ؒ اور چند خدام کے ہمراہ محسن شاہ جی ؒ سے ملاقات کیلیے تشریف لے آئے کم وبیش تین گھنٹے تک یہ بابرکت محفل سجی رہی۔ برادر محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب سے خانقاہی نسبت کا تعلق بھی تھا اس لیے ان پر بھی خصوصی نوازشات تھیں، کئی اہم امور پر ان سے مشاورت ہوتی رہی، حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عابد ؒ کا کہنا تھا کہ حضرت خواجہ خان محمد ؒ محسن شاہ جی ؒ کے کانفرنس میں شرکت اور تقریر کرنے پر انتہائی مسرور تھے جس کا برملا اظہار انھوں نے متعدد بار فرمایا: اسی طرح عم محترم حضرت سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ سے بھی حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ کا انتہائی لاڈ پیار اور ناز برداری کا تعلق تھا۔ عم محترم خانقاہ سراجیہ میں حضرت خواجہ صاحب کے شاگرد بھی رہے۔ وہ انہیں تقریبات میں مدعو کرتے یا ان سے مشاورت کرتے تو خصوصی توجہات سے نوازا جاتا۔ خانقاہ سراجیہ سے تعلق کی ایک اور مضبوط کڑی

میرے برادرعزیز پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاری شہید ؒ تھے، وہ حضرت خواجہ صاحب سے بیعت تھے اپنے علمی ذوق اور مزاج کی متانت کی وجہ سے حضرت ؒ کی خصوصی عنایات انہیں حاصل تھیں وہ جب بھی مکہ مکرمہ سے پاکستان تشریف لاتے حضرت کے ہاں حاضری ضرور ہوتی اور دوسری جانب حضرت خواجہ صاحب ؒ کی محبتیں تھیں کہ ان پر نچھاور ہو جاتی تھیں۔ یہی کیفیات برادر محترم حافظ سید محمد کفیل شاہ صاحب کے ساتھ بھی تھیں۔ اکثر کانفرنسوں اور اہم جماعتی اجلاسوں میں حضرت سے ملاقاتیں ہوتیں اور ان کی محبتیں، شفقتیں اور دعائیں نصیب ہوتیں۔ راقم کا سلسلۂ بیعت حضرت سید نفیس الحسینی ؒ سے تھا لیکن حضرت خواجہ صاحب ؒ کی خدمت میں جب بھی حاضری ہوئی انتہائی مہربانی اور شفقت کا سلوک فرمایا۔ راقم کی زندگی میں ایک اہم واقعہ ۱۹۹۶ء میں پیش آیا تھا۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء میں والد گرامی حضرت سید ابوذر بخاری ؒ کا انتقال ہوا تو حضرت بھی تعزیت کیلیے تشریف لائے اور بے شمار دعاؤں اور نصیحتوں سے نوازا، حوصلہ افزائی کی۔ رحیم یار خان میں میرے والد مولانا سید ابوذر بخاری ؒ کے قریبی ساتھی اور دارالعلوم فاروقیہ کے مہتمم جناب حافظ محمد اکبر اعوان صاحب نے حضرت والد صاحب کی یاد میں اپریل ۱۹۹۶ء میں ایک جلسہ منعقد کیا تھا جس کی صدارت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ؒ نے کرنا تھی جبکہ حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی بھی شریک جلسہ تھے اور راقم بھی حاضر خدمت تھا۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ نے منتظم جلسہ حافظ محمد اکبر اعوان صاحب سے فرمایا: ”اس موقع پر محمد معاویہ کی دستار بندی بھی کرادو“ چنانچہ حضرت کے حسب الحکم فوری طور پر دستار مہیا کر دی گئی اور پھر مجھے حکم فرمایا کہ اپنے والد کی یاد تازہ کرتے ہوئے کچھ بیان کرو، عرض کیا کہ حضرت مجھے تو تقریر کرنا نہیں آتی جس پر اپنے مخصوص شیریں لہجے میں فرمایا (بھئی تقریر کریسو تاں آویسی) بھئی تقریر کرو گے تو آ جائے گی۔ یہ میری زندگی کی پہلی اور آخری گفتگو تھی جو حضرت کے حکم پر اور ان کی موجودگی میں ایک بڑے اجتماع سے کی گئی تھی، مجھے قطعاً یاد نہیں کہ میں نے اس روز کیا کہا تھا لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ حضرت نے گلے لگایا اور پھر بسم اللہ پڑھ کر مجھ سیاہ کار کے سر پر اپنے دست مبارک سے دستار باندھ دی تھی۔

حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ آج ہم میں موجود نہیں ہیں مگر ان کی پاکیزہ شخصیت کا تأثر، ان کے اعلیٰ افکار کی خوشبو اور ان کے بے مثال کردار کی قوت اور ان کے اخلاق کریمانہ کی پُر بہار یادیں ہمارا اثاثہ ہیں، ہمارے لیے مشعل راہ ہیں، زادِ سفر ہیں، ایک بے مثال اور خاموش جدوجہد کا عملی نمونہ ہیں، ہم اہل غم، کشتگانِ فراقِ حبیب، حرماں نصیب تعزیت گزاروں کیلیے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ؒ کی شخصیت جادۂ مستقیم پر بہرحال گامزن رہنے کا زندۂ استعارہ ہے اور ہمیں انہی کی وراثت کے امین بن کر تاج و تخت ختم نبوت کے تحفظ اور عزت و عظمت و حرمتِ ازواج واصحاب رسول علیہ السلام کی نگہبانی کا فریضہ پوری جانفشانی سے سرانجام دینا ہوگا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ؒ کے انتقال کے بعد خانقاہ سراجیہ کی مسند اور حضرت خواجہ صاحب کی جانشینی کیلیے بزرگوں نے حضرت کے فرزندار جمند صاحبزادہ ”مولانا خلیل احمد صاحب“ کو منتخب کیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ وہ صاحبزادہ صاحب کی زندگی میں برکت عطاء فرمائے، انہیں اپنے عظیم والد کے علم و عمل اور خانقاہ سراجیہ کی روشن روایات کا صحیح وارث وامین بنادے۔ (آمین)

# وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

مولانا محمد ازہر

قطبِ وقت امام الاولیاء، مخدوم الصلحاء، زینت آراء مسندِ ارشاد، سرخیل سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد قدس سرہٗ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ بروز بدھ مغرب اور عشاء کے درمیان سیال کلینک ملتان میں اس جہانِ آب وگل سے منہ موڑ کر معبودِ حقیقی سے جا ملے۔

انا لله وانا اليه راجعون ان لِلّٰهِ مااخذ وله ما اعطیٰ وكل شئی عنده باجل مسمیٰ.

اس عارضی قیام گاہ سے ہر متنفس نے عالمِ آخرت کی طرف رختِ سفر باندھنا اور اپنا دفترِ عمل لے کر مالکِ حقیقی کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ جہاں دنیوی مفاخر ومناصب، عظمت وتمکنت اور عزت وثروت کی کوئی حیثیت نہیں وہاں عقیدۂ توحید ورسالت، بندگی وخاکساری اور اخلاص وتقویٰ ہی کام آئیں گے۔ کسی ایسی ہستی کے بارے میں قلم اٹھانا جو میراثِ نبوت سے سرفراز اور بے شمار خصائص کی حامل ہو اور جس سے اللہ رب العزت نے اپنے دین کا غیر معمولی کام لیا ہو، نہایت مشکل مرحلہ ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ ایسی جامع الصفات شخصیت کے مالک تھے جو بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ انھوں نے نقشبندی بزرگوں کے مسلک ومزاج کے مطابق کم وبیش پون صدی خاموشی واخلاص کے ساتھ خلقِ خدا کو فیض یاب فرمایا۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ قطب زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ (متوفی ۱۳۷۵ھ) کے فیض یافتہ، خلیفہ اجل اور جانشین تھے۔ مولانا لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا خواجہ ابوسعد احمد خان نور اللہ مرقدہٗ (م ۱۳۶۰ھ) کے تربیت یافتہ تھے جبکہ مولانا احمد خانؒ شریعت وطریقت کے آفتابِ عالم تاب حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ سراج الدین دامانیؒ (م ۱۳۳۳ھ) کے خلیفہ وجانشین تھے۔ یہ تمام بزرگ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں نہایت قوی النسبت اور رفیع المرتبت تھے۔ حضرت خواجہؒ کے شیخ ومرشد مولانا عبداللہ لدھیانویؒ آپؒ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ”جو امانتیں اور خزانے میرے شیخ حضرت اعلیٰ مولانا خواجہ احمد خاں نور اللہ مرقدہ نے مجھے عنایت فرمائے تھے، وہ سارے کے سارے میں نے مولانا خان محمد صاحب کے سپرد کر دیے ہیں جبکہ آپؒ کے شیخ حضرت خواجہ احمد خانؒ نے اپنی زندگی میں بطور پیش گوئی فرمایا تھا کہ:

> ”اس خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی گدی پر میرا ہم نام گدی نشین ہوگا، اس پر میرا فیض خاص ہوگا اور وہ امام وقت ہوگا۔ اسے دنیا دیکھے گی، چہار دانگ عالم میں اس کا شہرہ ہوگا۔“

پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ ریتلی زمین سرسبز وشاداب ہوگی۔اس کے دور میں خانقاہ سراجیہ شریف بامِ عروج پر ہوگی اور اس کا شہرہ برصغیر ہی نہیں بلکہ ہفت اقلیم میں ہوگا۔اس کے اور میرے نام میں ''الف'' اور ''میم'' کا فرق ہوگا۔''

حقیقت یہ ہے کہ یہ الہامی کلمات صد فیصد درست ثابت ہوئے اور حضرت خواجہ خان محمدؒ افقِ ولایت پر ایسے آفتاب کی طرح چمکے جس کی روشنی میں پورا عالم مستفید ہوا اور جس کی حرارت نے ہزاروں لاکھوں قلوب کو عشقِ حقیقی کی تپش سے گرما دیا۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کی شہرت اگر چہ ایک سجادہ نشین اور پیر طریقت کے طور پر تھی لیکن آپ عمیق الرائے اور دقیق النظر عالم وفقیہ بھی تھے۔آپؒ برصغیر کی سب سے معروف ومقبول دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ اور حضرت مولانا اعزاز علیؒ جیسے اساطین علم کے شاگرد تھے۔ان حضرات سے آپ نے دورۂ حدیث شریف کے اسباق پڑھے جبکہ مشکوٰۃ شریف، تفسیر جلالین، ہدایہ، مقاماتِ حریری، اور دیگر اسباق ڈابھیل میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا سید بدر عالمؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس سکروڈھوی سے پڑھیں، فراغت کے بعد آپ نے کچھ عرصہ تدریس کی جن طلبہ کو آپ سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی ان کا کہنا ہے کہ طلبا پر آپ کی توجہ کرامت سے کم نہ تھی۔جو الفاظ آپ کی زبان سے نکلتے وہ دماغ میں ایسے پیوست ہو جاتے گویا کتاب سامنے ہے۔بعد ازاں خانقاہ کی مصروفیات کی وجہ سے آپ اسباق جاری نہ رکھ سکتے۔

حضرت والا کو قیامِ پاکستان سے پہلے ڈابھیل میں محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ (م ۱۹۷۷ء) سے شرفِ تلمذ حاصل رہا۔قیامِ پاکستان کے بعد خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ کے سجادہ نشین کی حیثیت سے آپ کی باطنی وروحانی خدمات کا شہرہ تمام علمی ودینی حلقوں میں پھیل گیا۔جیسا کہ عام طور پر اساتذہ کو اپنے تمام شاگردوں کا پورا پورا تعارف نہیں ہوتا۔حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ بھی کندیاں شریف کے دور افتادہ علاقہ میں ایک صاحبِ اسرارِ شریعت اور واقفِ رموزِ طریقت کی شہرت سن کر زیارت واستفادہ کی غرض سے تشریف لائے۔اتفاق سے حضرت والا ان دنوں صوبہ سرحد کے سفر پر تھے۔حضرت بنوریؒ طویل سفر طے کر کے آپ کی خدمت میں موضع درویش میں پہنچے اور کہا کہ:

''آپ کی زیارت کے لیے آیا ہوں۔''

حضرت خواجہ صاحب نے کسی تکلف کے بغیر عرض کیا کہ ''حضرت میں تو آپ کا شاگرد ہوں، مجھے حکم فرمایا ہوتا، میں خود حاضر ہو جاتا۔آپ کو زحمت نہ اٹھانا پڑتی۔'' حضرت بنوریؒ نے فرمایا آپ میرے شاگرد کیسے ہیں؟

عرض کیا: ڈابھیل میں آپ سے سبعہ معلقہ وغیرہ کے اسباق پڑھے ہیں۔حضرت بنوریؒ اس صاف گوئی پر بہت خوش ہوئے۔حضرت خواجہ صاحبؒ کا بیان ہے کہ:

''جب مجلس برخاست ہوئی تو حجرے سے نکلتے وقت حضرت بنوری نور اللہ مرقدہ نے آگے بڑھ کر جلدی سے

میرے جوتے اٹھالیے۔ بڑی کوشش کی اور عرض بھی کیا کہ حضرت! میں تو آپ کا شاگرد ہوں۔ ایسا نہ کریں۔ فرمایا: آپ اس کے مستحق ہیں۔ میں یہ سن کر بوجہ ادب خاموش ہو رہا۔''

یہ واقعہ حضرت بنوریؒ کی غایت درجہ تواضع و بے نفسی کے ساتھ ان کی جوہر شناسی اور حق شناسی کی بھی بین دلیل ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ، حضرت بنوریؒ سے استاذ کی حیثیت سے تاحیات انتہائی ادب واحترام سے پیش آتے رہے جبکہ حضرت بنوریؒ انھیں شاگرد کی بجائے شیخ طریقت کی حیثیت سے دیکھتے تھے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران حضرت بنوریؒ فیصل آباد، حضرت مفتی زین العابدینؒ کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت علامہ بنوری نے اٹھ کر آپ کا استقبال فرمایا۔ اس مجلس میں خواجہ صاحبؒ حضرت بنوریؒ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے رہے۔ حضرت بنوریؒ نے فرمایا: آپ ایسے نہ بیٹھیں لیکن حضرت خواجہ صاحبؒ اختتام مجلس تک اسی مودبانہ ہیئت پر رہے۔ مجلس برخاست ہوئی تو حضرت خواجہ صاحب نے حضرت علامہ بنوریؒ کے جوتے اٹھا کر ان کے سامنے رکھے۔ سچ ہے ولی را ولی می شناسد۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر کے لیے حضرت علامہ بنوریؒ ہی نے حضرت خواجہ صاحبؒ کا نام پیش فرمایا تھا بلکہ یہ شرط عائد کی تھی کہ میں امارت کا عہدہ صرف اسی صورت میں قبول کروں گا جب نائب امیر میرا نامزد کردہ ہوگا۔

تمام اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ حضرت والا خطیب ومقرر یا واعظ نہ تھے جبکہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداران کا دن رات کا مشغلہ ہی خطابت وتقاریر ہیں لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کہ مجلس نے عالمی سطح پر فتنہ قادیانیت کے تعاقب واستیصال کا جتنا کام حضرت والا کے دورِ نیابت اور پھر دورِ امارت میں کیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔

آج حضرت والاؒ کی رحلت پر چار سو صفِ ماتم بچھی ہے۔ آسمان وزمین نوحہ کناں ہیں، انسانیت کا پرچم سرنگوں ہے۔ ذکر کی مجلسیں ویران ہیں۔ تصوف وسلوک کے حلقے اداس ہیں۔ جس ہستی کو دیکھ کر افسردہ دلوں میں بہار آجاتی تھی وہ ہمیشہ کے لیے نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

اک آسرا تھا دیدہ کا باقی، سو مٹ گیا
سنتے ہیں بند روزنِ دیوار کردیا

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

# خاموش لوگ بھی بلا کے خطیب ہوتے ہیں

خالد عمران

نہ ان کی شہرت شیریں بیاں واعظ و مقرر کی تھی، نہ وہ ایسے ادیب و خطیب تھے کہ الفاظ جن کے ہاتھ کی چھڑی اور کلائی کی گھڑی قرار دیے جاتے ہوں لیکن گزشتہ 33 برس سے وہ اس جماعت کے امیر تھے جس کے بانی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ جیسے بے مثال خطیب تھے اور پھر جس کے امیر قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد علی جالندھری اور علامہ یوسف بنوری رحمہم اللہ جیسے لوگ رہے تھے، جنھوں نے خطابت کو نئے اسلوب بخشے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی وہ مسند امارت جس نے کبھی بخاری کی خطابت کی روانیاں دیکھیں، کبھی قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی واعظانہ شیریں مقالی، کبھی مولانا لال حسین اختر کے مناظرانہ طرزِ خطاب اور مولانا جالندھری کی خطابت کی جولانیاں دیکھیں اور کبھی سید بنوری کی عالمانہ گفتگو کے نرالے انداز دیکھے تھے، ۱۹۷۷ء کے آخر میں اس مسند پر فروکش ہونے والا خانقاہ سراجیہ کا سجادہ نشیں وہ مردِ حق آگاہ تھا جس کے متعلق بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے ؎

خاموش لوگ بھی بلا کے خطیب ہوتے ہیں

اہلِ حق کی سرپرستی کا سلسلہ تو خانقاہ سراجیہ کے مؤسس اول حضرت مولانا ابوسعد احمد خانؒ کے دور سے ہی جاری ہوگیا تھا، جب ۱۹۳۹ء میں متحدہ پنجاب کے وزیرِ اعظم سر سکندر حیات نے امیر شریعت کے خلاف بغاوت کا مقدمہ بنوایا تھا۔ یہ وہی مقدمہ ہے جو تاریخ میں ”لدھا رام کیس“ کے نام سے مشہور ہے۔ امیر شریعت کی صاحبزادی سیدہ ام کفیل بخاری رقم طراز ہیں:

”اس مقدمے کے دوران خانقاہ سراجیہ کندیاں والے حضرت مولانا احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کو جب اباجی نے دعا کے لیے پیغام بھیجا تو انھوں نے وظیفہ پڑھنے کے لیے بتایا اور ساتھ فرمایا ”جے میں ول ہوندا تے میرا اک رات دا کم سی، شاہ جی نوں آکھو تِن راتاں پڑھن تے ہوئے گا تماشا“ (میری طبیعت اچھی ہوتی تو یہ میرے بس ایک رات کا کام تھا، شاہ جی سے کہو تین راتیں یہ پڑھ لیں پھر تماشا ہوگا)

پھر تماشا ہی ہوا کہ سرکاری رپورٹر لدھا رام نے ہی جعلی تحریر کا بھانڈا پھوڑ دیا، اباجی فرمایا کرتے تھے ”میں بیٹھا پڑھ رہا تھا، آنکھیں بند کیں تو تلوار چلتی دیکھی“ (سیدی و ابی صفحہ نمبر ۹۶)

اور پھر جب ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی گولی مار

دینے کا حکم صادر ہوا تو خانقاہ سراجیہ کے دوسرے سجادہ نشین حضرت ثانی مولانا عبداللہ لدھیانویؒ نے حضرت ہزارویؒ کو اپنے سایہ شفقت میں پناہ دی۔

۱۹۵۶ء میں حضرت ثانیؒ کی رحلت کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین بنے تو آپ نے نہ صرف تصوف وطریقت کے مے خانے کی ساقی گری سنبھالی، بلکہ اہلِ حق کی ہر جماعت و تنظیم کی سرپرستی فرمانا شروع کردی۔ توحید وسنت، عظمت صحابہ واہل بیت، تبلیغ وتدریس، تعلیم وجہاد اور سیاست کے میدان میں جدوجہد کے لیے اترنے والے اہل حق کے ہر فرد، گروہ، جماعت اور تنظیم کی آپ نے بھرپور سرپرستی فرمائی۔ حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ ایسی شخصیت ہیں جن کے جسم میں ایسا دل ہے جو ہر دینی تحریک کے لیے دھڑکتا ہے اور ہر باطل تحریک کے ابھرنے سے ان کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے اور انہیں ٹیس سی لگتی ہے۔ اس وقت ملک کی تمام دینی تحریکوں کی سرپرستی فرمارہے ہیں۔ کام دین کا ہو، اخلاص سے اس کی بنیاد اٹھائی جائے حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ اس کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف فرمادیتے ہیں۔ مولانا خان محمد صاحب روایاتِ سلف کے امین اور قافلہ حق وصداقت کے پاکستان میں حدی خواں ہیں (سوانح حیات مولانا حق نواز شہید صفحہ نمبر ۱۶۲)

تحفظ ختم نبوت کا محاذ تو تھا ہی آپ کے سپرد اہلِ حق کے دیگر مورچوں کو بھی آپ کی بھرپور نصرت واعانت حاصل رہی۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حق کے تمام طبقات کے لیے آپ کی سرپرستی سند کا درجہ رکھتی تھی۔ حضرت خواجہ صاحب جیسی کامل مقبولیت کی مثال ماضی قریب میں نہیں ملتی۔ آپ نے ایک ایسے ساقی کے فرائض سرانجام دیے کہ مے خانۂ حق کے کسی مے خوار کو کبھی آپ سے تشنہ لبی کی شکایت نہیں ہوئی۔ حضرت کی مسکراہٹ، توجہ اور دعا ایسے ہتھیار تھے جنھوں نے ہر محاذ پر اہل حق کو سرخ رو کیا۔ چند افراد کی مجلس ہو یا ہزاروں کا مجمع حضرت ہمہ وقت خاموشی کے ساتھ متوجہ رہتے اور اپنی پسندیدگی ورضامندی کا اظہار مسکراہٹ سے یا سر ہلا کر فرمادیتے۔

راقم کو حضرت کی زیارت کا شرف غالباً ۱۹۸۲ء یا ۱۹۸۳ء میں گوجرہ کی تاریخی ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر حاصل ہوا، پھر متعدد بار اندرون وبیرون ملک حضرت کی مجالس میں حاضر ہونے کے مواقع ملتے رہے اور بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اس حوالے سے چند واقعات بہت تاریخی اور یادگار ہیں جو آیندہ کسی نشست میں تحریر کیے جائیں گے، ان شاء اللہ۔

۵ر مئی بروز بدھ کو قدرت کے تکوینی نظام کے تحت جب حضرت خواجہ صاحب نے ملتان کے سیال کلینک میں موت کا ذائقہ چکھا تو خبر آناً فاناً پوری دنیا میں پھیل گئی اور اہل حق کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے سروں سے سایہ شفقت ہٹ گیا ہو۔ اہل حق کے تمام گروہوں، جماعتوں اور تنظیموں نے یوں جانا جیسے وہ یتیم ہوگئے ہوں۔ اگلے دن ظہر کے بعد خانقاہ سراجیہ میں جب حضرت کی نمازِ جنازہ میں ملک بھر سے لاکھوں افراد شریک ہوئے تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ایک بار پھر اپنی پوری صداقتوں کے ساتھ واضح تھا کہ ”ہمارے حق پر ہونے کا فیصلہ ہمارے جنازے کریں گے“۔

# حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ اور خانقاہ سراجیہ

حافظ حبیب اللہ چیمہ

موت برحق ہے۔ اس سے کوئی بھی ذی روح انکار نہیں کرسکتا۔ اگر خالق کائنات کی محبوب ترین ہستی کو معافی نہیں تو پھر اور کون اس سے بچ سکتا ہے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے اور اس میں آنکھ جھپکنے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ بعض شخصیات کی موت اہل خاندان اور قرابت داروں کو افسردہ کرتی ہے لیکن بعض ہستیاں اس قدر عظیم المرتبت ہوتی ہیں کہ ان کے دنیا سے اُٹھ جانے کے بعد ایک خاندان، ایک قبیلہ، ایک قوم کا نہیں بلکہ امت مسلمہ کا ہر فرد خود کو بے سہارا اور یتیم سمجھنے لگتا ہے۔ ایسی ہی ایک ہستی حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی ہے کہ جن کے انتقال کے بعد ہر شخص خود تنہا سمجھ رہا ہے۔ وہ ایک ایسا سائبان تھے کہ ہر مکتب فکر کا آدمی اس سائے میں سکون محسوس کرتا تھا۔ ہم نے خانقاہ سراجیہ میں دیکھا کہ مختلف الخیال لوگ اور باہمی اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے کے نظریاتی مخالف بھی وہاں حاضری کو اپنے لیے باعث نجات سمجھتے تھے۔

نقشبندی سلسلہ کی معروف خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے حضرت خواجہ خان محمد سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں ۱۹۲۰ء میں قائم ہونے والے روحانی مرکز خانقاہ سراجیہ (کندیاں شریف) کے تیسرے مسند نشین کے طور پر حضرت خواجہ خان محمد ۱۹۵۶ء میں اپنے شیخ حضرت مولانا محمد عبداللہ کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے تو یہ خانقاہ برصغیر پاک و ہند کی مصروف ترین خانقاہ تھی۔ یہاں کی عظیم الشان لائبریری اپنی شان وشوکت کے اعتبار سے دور دور سے تشنگان علم کو مقناطیسی قوت کی طرح کھینچ رہی تھی۔ بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوسعد احمد خاںؒ نے اپنی زندگی میں خرچ کرکے اہل ہندوستان پر احسان عظیم کیا۔ اُس دور میں بھی مختلف ممالک سے کتب منگوا کر لائبریری کا حسن بڑھایا۔ آپ کے بعد حضرت مولانا محمد عبداللہ نے بھی اس پر بھرپور توجہ دی۔ حضرت خواجہ خان محمد کو لائبریری سے محبت ورثہ میں ملی تو آپ نے مریدین پر توجہ کے ساتھ ساتھ لائبریری کا بھی پورا حق ادا کیا۔ حضرت خواجہ خان محمد ۱۹۵۶ء میں سجادہ نشین ہوتے تو خانقاہ سراجیہ بے آب وگیاہ صحرا میں اپنی عظمت کا نشان تھی۔ اردگرد کئی میل تک آبادی نہیں تھی۔ حضرت خواجہ خان محمد کی محنت دعاؤں اور خلوص کی بدولت آج خانقاہ سراجیہ کے اردگرد جدید سے جدید تر عمارتیں، ادارے اور کالونیاں بن چکی ہیں۔ خانقاہ سراجیہ کی وہی ۹۰ سال پہلے تعمیر ہونے والی مسجد خانقاہ کے حجرے اور مدرسہ سعدیہ کی قدیم وجدید عمارت اپنی تابانی کے ساتھ قائم و دائم ہیں۔ میرا تعلق چار پشتوں سے اس خانقاہ شریف سے ہے کہ میرے پردادا حاجی غلام نبی چیمہ نے بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوسعد احمد خاں سے بیعت کی اُس وقت سے یہ تعلق دن بدن پختہ سے پختہ ہوتا گیا۔

میرے والد گرامی نے پہلی بیعت خانقاہ سراجیہ کے فیض یافتہ حضرت حاجی جان محمد باگڑ سرگانہ سے کی جنہوں

نے میرے والد محترم کو اپنی خلافت سے نوازا۔ ان کی وفات کے بعد والد محترم نے اپنا تعلق حضرت خواجہ خان محمد سے جوڑ لیا جہاں حضرت خواجہ خان محمد نے میرے والد محترم کو تکمیل سلوک کے بعد دوبارہ اپنی خلافت عطاء کی۔ راقم الحروف نے حضرت خواجہ صاحب کے ساتھ متعدد اسفار کیے بالخصوص سرہند شریف (ہندوستان) کا سفر یادگار ہے۔ راقم الحروف اور میرے بیٹے سعید احمد اور بیٹی رقیہ بی بی کا نام بھی حضرت کا ہی تجویز کردہ ہے۔ مجھے وہ لمحات و واقعات کبھی نہیں بھول سکتے کہ حضرت مرحوم ہمارے ہاں تشریف لاتے اور دو تین روز یہاں قیام رہتا۔ مخلوق خدا ایسے اکٹھی ہوتی کہ جیسے شہد کے چھتے پر شہد کی مکھیاں بیٹھتی ہیں۔ بچپن میں میرے لیے حضرت مرحوم کی آمد عید کے دن سے کم نہیں ہوتی تھی۔ ابا جی رحمتہ اللہ علیہ کے رفقاء بالخصوص حضرت صاحبزادہ محمد عابد مرحوم، حضرت عبدالغفور مرحوم، حاجی گل محمد سرگانہ مرحوم اور حضرت الاستاد حافظ احمد دین مرحوم کی شفقتیں اور پیار مجھے کبھی نہیں بھول سکتا کہ جنہوں نے مجھے اپنوں سے زیادہ پیار دیا۔ حضرت مرحوم کی مجلس پر رونق ہوتیں اور علم و فضل کی بارش سے ان مجلسوں کا رنگ دوبالا ہو جاتا۔ لیکن نماز عشاء کے بعد کی نجی مجلس کا اپنا ہی سماں ہوتا جس میں چند احباب حاضر خدمت ہوتے۔ بندہ کے والد محترم ۲۰۰۳ء میں بیمار ہوئے اور فالج کے حملہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تو اس کے بعد حضرت مرحوم نے مجھ پر انتہائی شفقت کا ہاتھ رکھا لیکن جون ۲۰۰۷ء میں والد محترم کے انتقال کے بعد حضرت مرحوم مجھ ناچیز پر اپنی شفقت و کمال کی انتہا کر دی اور مجھ کو ظاہر و باطن میں والد مرحوم کی شفقت پروری سے محرومی کا احساس نہ ہونے دیا۔ مجھے جب بھی بے چینی محسوس ہوتی، رابطہ کرتا یا خانقاہ شریف حاضر ہو جاتا تو ملتے ہی سب سے پہلے والد محترم کا تذکرہ فرماتے۔ والدہ محترمہ کا پوچھتے تو سکون کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ ظاہری و باطنی تسکین کے لیے بھر پور توجہ فرماتے جب بھی خانقاہ شریف حاضر ہوتا تو نماز فجر حضرت مرحوم کے گھر میں ہی جا کر آپ کے ساتھ ادا کرتا۔ اس وقت حضرت خصوصی توجہ فرماتے جس سے وہ کچھ حاصل ہوتا جس کے بیان سے زبان کہنے اور قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ مجھے اپنے شیخ سے محبت تھی اور میرے شیخ کی مجھ پر نظر عنائت تھی مجھے جو ملا والد محترم اور حضرت الشیخ کی مہربانی سے ملا میں گنہگار ہوں، میری غلطی کوتاہیاں میری نادانی ہے لیکن میرے شیخ کے کرم سے میرے مولا نے ان کو اپنی رحمت سے ڈھانپ دیا ہے۔ میرے مولا اس کو تا قیامت رکھیں۔ ہمارا عقیدہ اور نظریہ وہی ہے جو میرے والد محترم اور میرے حضرت الشیخ رحمتہ اللہ علیہ کا تھا ہم اپنے عقیدے اور نظریے پر مطمئن ہیں اور اس سلسلہ میں ہمیں کسی سے بھی سرٹیفکیٹ لینے یا تصدیق کی ضرورت نہیں ہے حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

میراثِ پدر خواہی علم پدر آموز
کین مالِ پدر خرچ تواں کردہ بدہ روز

(باپ کی میراث چاہیے تو باپ کا علم حاصل کرو، باپ کا چھوڑا ہوا مال تو دس دنوں میں خرچ ہو جائے گا)

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کا روحانی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری (موسیٰ شریف) حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ (دہلی)، حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ (سرہند شریف) سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ۳۷ ویں سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے منکرین ختمِ نبوت کے خلاف جہاز کیا اور اس طرح آپ رضی اللہ عنہ تحریک ختمِ نبوت کے پہلے امیر ہوتے اور آج کے دور میں تحریک ختمِ نبوت کی سربراہی بھی آپ رضی اللہ عنہ کے روحانی جانشین حضرت مولانا خواجہ خان محمد کے سپرد ہوئی۔ اس خانقاہ سراجیہ کی ابتداء ۱۹۲۰ء سے ہوئی۔ اس کے بانی حضرت مولانا ابوسعد احمد خاں نے بھی تحریک ختمِ نبوت کی بھرپور سرپرستی کی۔ ۱۹۲۹ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی۔ مجلس احرارِ اسلام نے تحریک آزادی تحریک کشمیر اور تحریک ختمِ نبوت میں اہم کردار ادا کیا اور مجلس احرار اسلام کے زیرِ اہتمام باقاعدہ ''شعبہ تبلیغ تحفظ ختمِ نبوت'' قائم کیا تو بانی خانقاہ سراجیہ مولانا ابوسعد احمد خاں نے مجلس احرار اسلام کی بھرپور سرپرستی کی اور جماعت کو اپنا مکمل تعاون پیش کیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریروں میں بھی خانقاہ سراجیہ اور بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوسعد احمد خاں اور آپ کے جانشین حضرت مولانا محمد عبداللہ المعروف حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر ملتا ہے۔

۱۹۴۱ء میں مولانا احمد خاں کے انتقال کے بعد مولانا محمد عبداللہ بھی اپنے شیخ کے نقش قدم پر چلتے ہوتے تحریک ختمِ نبوت کی سرپرستی فرمائی اور ۱۹۵۳ء میں چلنے والی تحریک ختمِ نبوت میں خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ، حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ خانقاہ سراجیہ کو اس تحریک میں ایک اہم مقام حاصل تھا۔ ملک بھر میں پھیلے ہوئے لاکھوں عقیدت مندوں کو تحریک ختمِ نبوت میں کردار ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس تحریک ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء حضرت خواجہ خان محمد نے خود بھی گرفتاری دی جو کہ تحریک ختمِ نبوت، مجلس احرارِ اسلام اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے خانقاہ سراجیہ کے تعلق کا ایک اہم باب ہے۔ ۱۹۵۶ء حضرت مولانا محمد عبداللہ کے انتقال کے بعد اکابر علماء کرام حضرت مولانا ابوسعد احمد خان اور حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء عظام نے حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ کے دور میں خانقاہ سراجیہ کے فیوض و برکات پوری دنیا میں پھیل گئے۔ خانقاہ سراجیہ سے نور ہدایت جو ۱۹۲۰ء میں ایک روشن ستارے کی مانند چمکا تھا آج عالم اسلام میں سورج کی مانند روشنی بانٹ رہا ہے۔ حضرت خواجہ خان محمد نے ۵۵ برس تک اس عالی شان مسند پر بیٹھ کر دین اسلام کی خدمت کی اور عقیدہ ختمِ نبوت کا تحفظ جس خوبصورت انداز میں کیا دنیا اس کی مثال دینے سے قاصر ہے۔

۹/ اپریل ۱۹۷۴ء کو حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ نے عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کی امارت اس شرط پر قبول کی کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد میرے نائب امیر بنیں۔ اس طرح حضرت خواجہ خان محمد ۹/ اپریل ۱۹۷۴ء کو عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے نائب امیر مقرر ہوئے اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ۱۷/ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو حضرت خواجہ خان محمد عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے امیر مرکزیہ منتخب ہوئے اور آخری دم تک آپ امیر مرکزیہ رہے۔ اس دوران آپ نے عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے پوری دنیا میں سفر کیے۔ آپ نے تحریک ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تحریک ختمِ نبوت ۱۹۸۴ء میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۸۴ء میں قادیانی سربراہ مرزا طاہر، ملک سے فرار ہو کر لندن جا بیٹھا تو حضرت خواجہ خان محمد نے بھی اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کا دفتر لندن میں بنا کر قادیانیوں کا تعاقب شروع کیا۔ حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ جمعیت علماء اسلام کے سرپرست اعلیٰ تھے۔ مولانا مفتی

محمود رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے انتہائی قریبی تعلقات تھے۔ راقم الحروف کے والد گرامی حضرت حافظ عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خان محمد) کے بقول مولانا مفتی محمود نے ایک مرتبہ حضرت خواجہ خان محمد سے کہا کہ حضرت زندگی موت کا علم نہیں لیکن میرے بعد فضل الرحمٰن (قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن) کا خیال رکھنا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ مولانا مفتی محمود کے انتقال کے بعد حضرت مولانا خواجہ خان محمد کی محنت دعاؤں سے مولانا فضل الرحمٰن اپنوں بیگانوں کی مخالفت اور رکاوٹوں کے باوجود ترقی کی سیڑھیوں پر چڑھتے ہی گئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مولانا مفتی محمود کے انتقال کے بعد بہت بڑی بڑی شخصیات نے مولانا فضل الرحمٰن کے لیے رکاوٹیں ڈالیں، مشکلات پیدا کیں لیکن حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا مفتی محمود سے کیا ہوا وعدہ نبھانے کا حق ادا کر دیا۔ حضرت خواجہ خان محمد نے تحریکی مصروفیات کے باوجود خانقاہی معمولات میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ پوری دنیا سے آنے والے لاکھوں مریدین کو روحانی فیض پہنچا کر سجادہ نشینی کا حق ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج برصغیر پاک و ہند یت دنیا بھر میں تصوف کے حوالے سے خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کا بلند ترین مقام ہے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اپنے والد گرامی کے ضعف و پیرانہ سالی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون امیر مرکزیہ کی ذمہ داری اور بیرون ممالک کے امور کی انجام دہی پر مصروف ہیں۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے مولانا خلیل احمد خانقاہ سراجیہ میں خانقاہی معمولات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے تیسرے صاحبزادے مولانا رشید احمد لاہور میں مرکز سراجیہ کے مدیر ہیں۔ جہاں ختم نبوت کے لٹریچر کی اشاعت اور امور کی نگرانی کرتے ہیں۔ آپ کے چوتھے صاحبزادے صاحبزادہ سعید احمد میانوالی کی علاقائی سیاست میں سرگرم ہیں۔ آپ کے پانچویں اور سب سے چھوٹے صاحبزادے جناب صاحبزادہ نجیب احمد خانقاہ میں ہمہ تن خدمت خلق کی انجام دہی میں مشغول ہیں۔

حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی نماز جنازہ خانقاہ سراجیہ میں آپ کے صاحبزادے مولانا صاحبزادہ خلیل احمد نے پڑھائی اور آپ کو آپ کے شیوخ حضرت مولانا ابوسعد احمد خاں رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کے غربی جانب سپرد خاک کیا گیا ہے۔ آپ کے انتقال کے بعد ۷؍مئی ۲۰۱۰ء جمعتہ المبارک کے روز حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء عظام حضرت حاجی عبدالرشید صاحب، مولانا عبدالغفور صاحب، حضرت مولانا محبّ اللہ صاحب، حضرت مولانا گل حبیب صاحب نے باہمی مشاورت اور حضرت مرحوم کے صاحبزادگان کے مشورہ سے صاحبزادہ مولانا خلیل احمد کو حضرت مرحوم کا جانشین اور خانقاہ سراجیہ کا سجادہ نشین نامزد کر دیا۔ یہ اعلان نماز ظہر کے بعد حضرت مرحوم کے سینکڑوں مریدین کی موجودگی میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن نے مسجد میں ایک خطاب میں کیا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے جانشینی اہل سنت ضرورت اور تجدید بیعت پر مدلل گفتگو فرمائی۔ جس کے بعد حضرت مرحوم کے خلفاء نے مولانا خلیل احمد کی دستار بندی کی موقع پر موجود متوسلین و مریدین نے مولانا خلیل احمد کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت صاحبزادہ مولانا خلیل احمد صاحب کو اس مسند حق اور خانقاہ سراجیہ پر بیٹھ کر طالبین کی تربیت میں اپنی رحمت خاصہ عطاء فرمائیں اور راہم جیسے غلامان خانقاہ شریف کو ان کی خدمت کرنے اور ان سے روحانی فیض حاصل کرنے کی توفیق فرمائیں۔ (آمین)

# حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ

رانا عبداللطیف

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی ترویج و اشاعت اولیاء اللہ، بزرگان دین اور عوام کے دلوں میں روحانی طور پر فیض پہنچانے والے پارساء ہستیوں کی مرہون منت ہے۔ متحدہ ہندوستان کی تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ ایسی ہستیاں ملک کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ انہی میں سے چند روز پہلے انتقال فرما جانے والی ایک شخصیت حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کے ساتھ ساتھ متعدد دینی تحریکوں کی سرپرستی فرمایا کرتے تھے۔ جمعیت علماء اسلام کے سرپرست اعلیٰ تھے اور مجلس احرارِ اسلام کے سرپرشفقت و سرپرستی کا خصوصی ہاتھ رکھتے تھے اور عقیدۂ ختم نبوت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دفاع کو ایمان کا حصہ سمجھتے تھے۔ ان کی شخصیت ایک غیر متنازع حیثیت کی حامل تھی۔ پاکستان سمیت پوری دنیا میں ان کا حلقہ مدیرین ہے۔ بالخصوص پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، افغانستان، برطانیہ میں ان کا حلقہ ارادت پھیلا ہوا تھا۔

ہم نے متعدد بار حضرت مولانا خواجہ خان محمد کی زیارت کی ہے کہ چیچہ وطنی میں آپ کے خلیفہ مجاز حضرت حافظ عبدالرشید چیمہ جو کہ ۳ سال قبل مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے تھے۔ ان کے ہاں حضرت مولانا خواجہ خان محمد عموماً سال میں ایک مرتبہ لازماً تشریف لاتے۔ حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ ایک نیک صالح انسان تھے۔ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام سے تعلق کے باوجود ایک غیر متنازع اور ہر دل عزیز شخصیت اور فنافی الشیخ تھے۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ سب سے بڑے جناب عبداللطیف خالد چیمہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے پاکستان سمیت بیرون ممالک میں بھی بھرپور جدوجہد میں مصروف ہیں۔ دوسرے جاوید اقبال چیمہ مقامی و علاقائی سیاست میں سرگرم عمل ہیں۔ آپ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ حبیب اللہ چیمہ اپنے والد گرامی کے جانشین ہیں۔ اپنے والد محترم کی خانقاہ رشیدیہ (بستی سراجیہ) اور ان کے طبی و روحانی علوم کے جانشین ہیں۔ جمعیت علماء اسلام سے وابستہ ہیں۔ مذہبی طور پر مقامی و ضلعی سطح پر مصروف عمل ہیں۔ حضرت خواجہ خان محمد اپنے خلیفہ حافظ عبدالرشید کے ہاں شروع سے تشریف لاتے رہے ہیں۔ ان کے یہاں حضرت خواجہ خان محمد کا قیام ۲،۳ دن تک ہوتا تھا۔ ضلع ساہیوال سمیت قریب کے اضلاع سے بھی آپ کے عقیدت مند چیچہ وطنی آتے۔ حضرت خواجہ خان محمد کے ضلع ساہیوال میں ۳ خلفاء تھے۔ جن میں حضرت حافظ احمد دین دادڑہ بالا (ہڑپہ)، حضرت حافظ قطب الدین بستی حافظ حبیب اللہ (ہڑپہ) اور حضرت حافظ عبدالرشید چیمہ خانقاہ رشیدیہ بستی سراجیہ ۱۲/۴۲۔ ایل، چیچہ وطنی شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ضلع

ساہیوال میں آج کے دور میں حضرت خواجہ خان محمد کا بہت بڑا حلقہ موجود ہے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت خواجہ خان محمد بہت کم گفتگو فرماتے بلکہ خاموش رہ کر روحانی طور پر اپنے مریدین کو فیض منتقل فرماتے تھے۔ چند سال پہلے حضرت خواجہ خان محمد نے ایک ٹریفک حادثے کی وجہ سے کمر پر تکلیف آنے پر سفر بند کر دیے تو پھر آپ کے باہمت و با کمال صاحبزادگان مولانا عزیز احمد اور مولانا رشید احمد مسلسل یہاں تشریف لاتے ہیں اور اپنے والد گرامی کے عقیدت مندوں کو "مثل باپ" بن کر روحانی تسکین پہنچا رہے ہیں۔ چیچہ وطنی میں حضرت خواجہ خان محمد کی آمد پر خانقاہ رشیدیہ میں باغ و بہار کا سماں ہوتا تھا۔ عوام الناس کا جم غفیر اپنے شیخ سے روحانی فیض حاصل کرنے کیلیے جوق در جوق حاضری دیتے۔ حضرت خواجہ خان محمد بھی حافظ عبدالرشید کے گھر کو اپنا گھر سمجھتے تھے۔ حضرت خواجہ خان محمد کے حافظ عبدالرشید کے نام بعض خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ خان محمد کو حضرت حافظ عبدالرشید ان کی اولاد اور ان کے خاندان سے کتنی محبت تھی کہ خوشی اور غم کے موقع پر حضرت خواجہ خان محمد اپنے دلی جذبات کا کس طرح اظہار فرماتے تھے۔ ضلع ساہیوال میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا ایک بہت بڑا حلقہ آپ سے متعلق ہے جنہوں نے حضرت خواجہ خان محمد سے فیض حاصل کیا اور یہ فیض تا قیامت جاری رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اب حضرت خواجہ خان محمد اس دنیا میں نہیں رہے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے مشن کو آگے بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے جانشین مولانا خلیل احمد کو خانقاہ سراجیہ کی سجادہ نشینی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔ خانقاہ سراجیہ کے اکابر نے قرآن وسنت کی روشنی میں سلوک، وتصوف کے ذریعے لوگوں کے باطن کو صاف کرنے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جو گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں اُنہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس خانقاہ نے دینی تحریکوں کے لیے خاموشی سے رجال کار تیار کئے جو پوری دنیا میں پھیل کہ اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور تحریک دارالعلوم دیوبند سے وابستہ سبھی جماعتوں اور اداروں میں خانقاہ سراجیہ کے تربیت یافتہ افراد صف اول میں نظر آتے ہیں۔ خانقاہ سراجیہ نے رخصت کی بجائے عزیمت کا راستہ اختیار کرنے والوں کی زیادہ حوصلہ افزائی کی۔ خود حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے پیرانہ سالی کے باوجود پوری دنیا میں تحریک ختم نبوت کی سرپرستی کا حق ادا فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج فتنۂ قادیانیت ہر مورچے پر منہ کی کھا رہا ہے۔ خانقاہ سراجیہ کا سب دینی قوتوں کے ساتھ سرپرستی کے رویے نے ایک ایسی مثال قائم کر دی ہ جو مشاجرات کے زمانے میں ایک عمدہ اور قابل عمل مثال ہے۔ حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے جس انداز میں سب کے ساتھ شفقت کا معاملہ رکھا۔ یہ کام اتنا آسان نہیں لیکن حضرت مرحوم کے صبر واستقامت اور خاموشی سے جو اسلوب سامنے آیا یہ اپنی مثال آپ ہے۔

**تصحیح**

نقیبِ ختم نبوت کے شمارہ مئی ۲۰۱۰ء کے صفحہ ۵، سطر ۸ پر حدیث شریف کے الفاظ سہواً غلط درج ہوئے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ (آمین) قارئین تصحیح فرمالیں۔

صحیح الفاظ یہ ہیں: "و یُعَلِّمُونَهَا النَّاسَ" (ادارہ)

# نابغۂ عصر حضرت اقدس خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

محترمہ انیس اختر

شیخ المشائخ، قطب الاقطاب، خواجہ خواجگان، حضرت مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ زبان پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا۔ ان نادرہ روزگار ہستیوں میں سے تھے جو اپنی ذات میں ایک انجمن، ایک ادارہ اور ایک تحریک ہوتے ہیں۔ اس قسم کے عظیم اور عبقری انسان جہاں بیٹھ جائیں وہیں جنگل میں منگل کا سامان پیدا کر دیتے ہیں اور اپنے سوز دروں سے ایک نئی دنیا بسا لیتے ہیں۔ کسے معلوم تھا کہ تلوکر ذات کے ملک خواجہ عمر صاحب کے ہاں موضع ڈنگ میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہونے والا بچہ آگے چل کر شیخ المشائخ، سند العلماء اور مرشد حق کے عنوانات سے یاد کیا جائے گا۔ اور اس عظیم ہستی کی عقیدت و محبت بلا شک و شبہ کروڑوں انسانوں کے دلوں میں رچ جائے گی۔

حضرت مولانا ابوسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت نے اس سونے کو پارس بنا دیا۔ حضرت اعلیٰ کی نگاہِ بصیرت وفراست نے یہ بھانپ لیا تھا کہ اس ہونہار نے مستقبل کا امام و قائد بننا ہے اور اسے دنیائے معرفت و طریقت کا شیخ اعظم بننا ہے۔ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کو مالک حقیقی نے اپنی عطا و بخشش سے جو حصہ وافر عطا فرمایا اس میں دینے والے کی جود و بخشش کا کمال تو ہے ہی سہی لینے والے کی طلب کے ساتھ ساتھ حضرت ابوسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا بھی دخل ہے۔

حضرت اقدس نے ابتدائی تعلیم موضع کھولہ کے مڈل سکول سے حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت الشیخ ابوسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش اور ارشاد پر قرآنی تعلیم اور علم صرف و نحو حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ اس کے بعد دار العلوم عزیزیہ بھیرہ میں تعلیم جاری رکھی۔ پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (انڈیا) تشریف لے گئے۔ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الادب و شیخ الحدیث مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث و تفسیر مکمل کیا۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں جیل میں تھے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت خواجہ ابوسعد احمد خان کے خلیفہ اپنے شیخ حضرت اقدس مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سولہ برس گزارے اور سلوک کی منازل مکمل فرمائیں۔ اس دوران خانقاہ سراجیہ مجددیہ کی خدمت کے علاوہ کچھ اوقات خانقاہ ہذا کے مدرسہ سعدیہ کے طلباء کو اسباق بھی پڑھاتے رہے۔ سات جون ۱۹۵۶ء حضرت اقدس عبداللہ لدھیانوی کا انتقال ہوا اور آپ مسند نشین خلافت ہوئے۔ علماء عوام اور ہر خاص و عام کو باطنی علوم اور تزکیہ قلوب سے آراستہ فرماتے رہے۔ آپ ایک عظیم مرتبہ کے عالم دین اور مسند ولایت کے عظیم

تاجدار تھے۔جنھیں حب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وافر حصہ عطا ہوا تھا۔حضرت خواجہ خان محمد صاحب آقائے کون و مکاں کے سچے غلام اور تاج وتخت ختم نبوت کے حقیقی پہریدار تھے۔آپ کی عظیم خانقاہ قرن اولیٰ کی خانقاہوں کی مظہر تھی۔ آپ کی زندگی بلاشبہ اس شعر کا مصداق تھی۔

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومی کبھی پیچ و تاب رازی

زندگی کا ایک ایک سال، سال کا ہر مہینہ اور مہینہ کا ہر دن اور دن کا ہر لمحہ ایسا گزرا کہ مقصد حیات بھی رقص ناز کرنے لگا۔ بلاشبہ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو مقصد زندگی کے لیے اپنی صحت و آرام اور اپنا ایک ایک لمحہ نثار کر دیتے ہیں۔

حضرت اقدس بے بہا خوبیوں کے مالک تھے۔آپ مرد مجاہد،حق وصداقت کے پیکر، ختم نبوت کے علمبردار،علم و فکر کے معلم،محبوب خدا کے سچے عاشق تکلفات سے بے نیاز، قناعت تقویٰ وطہارت میں بے مثال تھے۔سرتاپا زہد و عبادت، مجسمہ علم وعمل اور قاطع شرک و بدعت تھے۔پیکر اتباع رسول امین تھے اور اخلاص وعمل کا امتزاج حسین تھے۔نرم گفتار اور شیریں بیاں تھے۔ ہمارے قائد ہمارے پیرومرشد کی شخصیت رہتی دنیا تک مشعل راہ بنی رہے گی۔اور بھٹکے ہوئے راہی اس چراغ سے روشنی حاصل کرتے رہیں گے۔

بڑی مدت کے بعد ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور مے خانہ

آپ نے تقریباً نوے سال عمر عزیز گزاری۔جذبہ عمل بیدار رہا۔زخم کھا کر ابھرتے رہے۔زندگی خدمت دین سے عبارت رہی۔غوغہ آرائی کی پروا کیے بغیر اپنا سفر جاری رکھا۔ ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری میں زندانی بھی قبول کی۔۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہوئے اور نہایت جرات وحوصلہ سے عاشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ جیل کاٹی۔۵رمئی ۲۰۱۰ء آٹھ بج کر پچیس منٹ پر خانقاہ سراجیہ مجددیہ کا سراج منیر اس دار فانی سے غروب ہوا۔ لاکھوں دلوں کی دھڑکن، کروڑوں مریدین کا پیر کامل، عالم اسلام کی متاع عزیز مخدوم زماں مخدوم العلماو صلحا حضرت اقدس خواجہ خواجگان خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ داعی اجل کو لبیک کہا۔عالم اسلام میں کہرام ہے ہر دل رنجیدہ اور آنکھ پرنم ہے۔اللہ والوں کے جنازے بھی قابل دید ہوتے ہیں۔

ملک بھر سے کاریں، کوچز، موٹر سائیکل بسیں گویا ہر قسم کی گاڑیاں خانقاہ شریف کی طرف رواں دواں ہیں۔جگہ جگہ پر مسجدوں میں درختوں کے نیچے ہوٹلوں کے تھڑوں پر راستوں پر لگے نلکوں کے قریب باجماعت نماز ہو رہی ہے۔جی ہاں! یہ لوگ ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں ہیں جو حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ کی نماز جنازہ کی شرکت کے لیے آ رہے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ چالیس مومن جس کی نماز جنازہ ادا کریں وہ جنازہ بخشا جاتا ہے۔ بھلا اس جنازے

کا کیا عالم ہوگا جس میں بے شمار افراد شریک ہوں ان میں علما، صلحا، طلبا، حاجی، حافظ، قاری، درویش، صوفی، فقیر ہوں گے عام مومنوں اور مسلمانوں کا تو کہنا کیا۔ مئی کا مہینہ، علاقہ تھل اور دوپہر اڑھائی بجے کا وقت اس میں سہانا موسم ٹھنڈی اور پر کشش ہوا خوبصورت پرندوں اور ابابیلوں کے چکر غرض عجیب نظارہ تھا۔ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ نماز اور دعا کی وجہ سے جنازہ بخشا جاتا ہے لیکن بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جنازہ اتنا بلند ہوتا ہے کہ اس کی روحانی عظمت سے شریک جنازہ بخشے جاتے ہیں۔ **اولئک هم المقربون فی جنت النعیم**

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اسی طرح میرے پیارے حضرت جیؒ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ اللہ رب العزت ان کی اولاد کو اور یتیم ہونے والے لاکھوں مریدین کو صبر و حوصلہ عطا فرمائے۔ آپ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے پایۂ نقش پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

تو میرے سامنے نہیں میرے رہبر حیات
لیکن تیری بتائی ہوئی رہگذر تو ہے

آخر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس تابع سنت و شریعت شخص جو کہ شہر کو نہیں پورے ملک کو ویران کر گیا، اپنی رضا اور جنت الفردوس کے بلند درجات عطا فرمائے۔ لواحقین و متعلقین کو صبر و حوصلہ سے یہ صدمہ جانکاہ برداشت کرنے کی ہمت اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہر اک نفس کو چکھنا ہے موت کی لذت
بقا اگر ہے تو اک ذات کبریا کے لیے

# اقبال اور قادیانیت...... چند توضیحات

شکیل عثمانی

ممتاز دانشور پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر صاحب نے ماہنامہ ’’نقیبِ ختم نبوت‘‘ (مئی ۲۰۱۰ء) میں اپنے مضمون ’’اقبال اور قادیانیت‘‘ میں مسئلے کا اجمالی جائزہ لیا ہے۔ اس سے زیادہ مفصل اُن کا وہ مضمون ہے جو جناب محمد متین خالد کی مرتبہ کتاب ’’علامہ اقبال اور فتنۂ قادیانیت‘‘ میں ’’علامہ اقبال پر قادیانیوں کے اعتراضات کا جائزہ‘‘ کے زیرِ عنوان شائع ہوا ہے۔ پروفیسر صاحب نے ایک حالیہ ملاقات کے دوران اس سے اتفاق کیا کہ مذکورہ مضمون (علامہ اقبال پر قادیانیوں کے اعتراضات کا جائزہ) کو جزوی تبدیلیوں کے بعد دوبارہ شائع کیا جائے۔

بہر حال قادیانیت کے بارے میں علامہ اقبال کے مؤقف کے حوالے سے چند توضیحات قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱)　مئی ۱۹۳۵ء میں علامہ اقبال نے ایک بیان جاری کیا جس میں کہا کہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بِنا نئی نبوت پر رکھے اور بزعمِ خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لیے ایک خطرہ تصور کریں گے۔ یہ اس لیے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہے۔ علامہ نے حکومت سے یہ مطالبہ بھی کیا کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کرے۔

علامہ کے بیان پر پنڈت جواہر لعل نہرو نے ’’ماڈرن ریویو‘‘ کلکتہ میں تین تنقیدی مضامین لکھے اور عملاً قادیانیوں کے وکیل صفائی کی پوزیشن اختیار کر لی حالانکہ وہ قادیانیوں کے برطانیہ نواز کردار سے بخوبی واقف تھے۔ علامہ اقبال نے پنڈت جی کے مضامین کے جواب میں اسلام اینڈ احمد ازم کے عنوان سے ایک معرکہ آرا مضمون لکھا جس میں ختم نبوت کے مذہبی، عمرانی اور سیاسی پہلوؤں کی وضاحت کرنے کے علاوہ احمدی تحریک کے خدوخال پر بھی روشنی ڈالی۔ انھوں نے یہ بھی لکھا کہ ہندوستانی قوم پرستوں کے علاوہ قادیانی بھی مسلمانانِ ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلمانانِ ہند کے سیاسی نفوذ کی ترقی سے ان کا یہ مقصد یقیناً فوت ہو جائے گا کہ پیغمبر عرب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی ایک نئی امت تیار کریں۔

علامہ کے اس تجزیے کی تائید ایک ہندو دانشور اور کانگریسی رہنما ڈاکٹر شنکر داس مہرہ کے ایک مضمون سے ہوتی ہے جو مہرہ موصوف نے ایک کانگریس نواز اخبار ’’بندے ماترم‘‘ میں لکھا۔ مہرہ صاحب فرماتے ہیں:

''ہندوستانی قوم پرستوں کو اگر کوئی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے تو وہ احمدیوں کی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے۔ وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کرسکتی ہے...... جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام، کرشن، وید، گیتا اور رامائن سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ علاوہ بریں جہاں اس کی خلافت پہلے عرب اور ترکستان میں تھی، اب وہ خلافت قادیان میں آجاتی ہے اور مکہ مدینہ اس کے لیے روایتی مقاماتِ مقدسہ رہ جاتے ہیں۔ کوئی بھی احمدی چاہے عرب، ترکستان، ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشے میں بیٹھا ہو، وہ روحانی شکتی کے لیے قادیان کی طرف منہ کرتا ہے۔ قادیان کی سرزمین اس کے لیے پنیہ بھومی (سرزمینِ نجات) ہے۔'' (۲۲/اپریل۱۹۳۲ء)

اندازہ ہے کہ ڈاکٹر شنکر داس مہرہ نے قادیانی تحریک کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد یہ مضمون لکھا اُن کے علم میں یقیناً قادیان کی توصیف میں مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ شعر ہوگا:

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

نیز ڈاکٹر مہرہ کی نظر سے مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے اور جماعت احمدیہ کے دوسرے امام مرزا بشیرالدین محمود کی کتاب ''حقیقۃ الرویاء'' ضرور گزری ہوگی جس میں انھوں نے لکھا:

''قادیان تمام بستیوں کی ماں ہے...... پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی کاٹا جائے۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا یا نہیں۔'' (ص۴۶)

اُن کے پیشِ نظر مرزا بشیرالدین محمود کی یہ تحریر بھی ہوگی:

''جو قادیان نہیں آتا یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو...... یہ بالکل درست ہے کہ یہاں (قادیان میں) مکہ اور مدینہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔'' (''منصبِ خلافت''، ص۳۳)

(۲)　مئی ۱۹۳۵ء میں علامہ اقبال کے اس بیان کے شائع ہونے کے بعد جس میں انھوں نے مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت قرار دیا جائے۔ ایک قادیانی ہفتہ وار ''سن رائز'' (Sun Rise) نے ایک خط شائع کیا، جس میں علامہ کی ایک تقریر کا حوالہ دے کر ان پر تناقضِ خود (Inconsistency) کا الزام لگایا گیا۔ جب ایک پریس کے نمائندے نے علامہ اقبال کی توجہ ''سن رائز'' کے اس الزام کی طرف مبذول کرائی تو علامہ نے کہا:

''......ذاتی طور پر میں اُس وقت اس تحریک (احمدیت) سے بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت، بانی اسلام سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔'' (''حرفِ اقبال''، مرتبہ لطیف احمد شیروانی، ص۱۱۲)

وہ واقعہ کسی اور موقع پر بیان کیا جائے گا جب ایک نوجوان قادیانی مبلغ نے علامہ اقبال کی کوٹھی میں ان کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کیے اور علامہ نے اسے دھکے دے کر کوٹھی سے نکال

دیا،لیکن جب ایک عام قادیانی سے یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ تر نبوت کے مدعی تھے تو وہ شدید احتجاج کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم قرار دیتے تھے اور اگر انھوں نے اپنے لیے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اس کا حوالہ پیش کیا جائے۔ ہم اس سلسلے میں قادیانی لٹریچر سے کافی حوالے پیش کر سکتے ہیں لیکن فی الوقت مندرجہ ذیل حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

ایک قادیانی شاعر قاضی محمد ظہور اکمل نے مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں ایک نظم کہی جو اخبار ''بدر'' میں ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء کو شائع ہوئی۔ اس کے دو شعر ہیں:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

یہ اشعار شاعر نے خود مرزا غلام احمد قادیانی کو متعدد قادیانیوں کی موجودگی میں پڑھ کر سنائے۔ مرزا صاحب نے سن کر جزاک اللہ کہا اور خوشخط لکھی ہوئی اس نظم کو اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ ۱۹۴۴ء میں اس نظم کے ایک شعر پر بعض لوگوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے قاضی اکمل نے ''الفضل'' میں لکھا:

> ''وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ اس وقت کسی نے اس شعر پر اعتراض نہ کیا، حالانکہ مولوی محمد علی (امیر جماعت احمدیہ لاہور) اور ان کے رفقاء موجود تھے اور جہاں تک حافظہ مدد کرتا ہے۔ باوثوق کہا جا سکتا ہے کہ سن رہے تھے۔ اگر وہ اس سے بوجوہ مرورِ زمانہ انکار کر دیں تو یہ نظم ''بدر'' میں شائع ہوئی۔ اس وقت ''بدر'' کی پوزیشن وہی تھی بلکہ کچھ بڑھ کر جو اس عہد میں ''الفضل'' کی ہے۔ مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر ''بدر'' سے ان لوگوں کے محبانہ اور بے تکلفانہ تعلقات تھے۔ وہ خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔ ان سے پوچھ لیں اور خود کہہ دیں کہ آیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ناراضگی یا ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور حضرت مسیح موعود کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاک اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان اور قلتِ عرفان کا ثبوت دیتا۔'' (''الفضل''، ۲۲ر اگست ۱۹۴۴ء)

قاضی اکمل مزید لکھتے ہیں:

> ''یہ شعر خطبۂ الہامیہ پڑھ کر حضرت مسیح موعود کے زمانے میں کہا گیا اور ان کو سنا بھی دیا گیا اور چھاپا بھی گیا۔''
> (''الفضل''، ۲۲ر اگست ۱۹۴۴ء)

ہوسکتا ہے کہ عام قارئین مرزا غلام احمد قادیانی کے خطبہ الہامیہ سے واقف نہ ہوں اس لیے مطبوعہ خطبے کا متعلقہ حصہ درج کیا جاتا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> ''اور جان لو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے، ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی

صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار سال کے آخر میں مبعوث ہوئے۔''

مرزا صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں کہ بعثتِ ثانیہ بعثتِ اولیٰ سے کہیں زیادہ طاقتور، کامل اور روشن ہے:

''بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار سال کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت اُن سالوں کے قویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔'' (''روحانی خزائن'' جلد ۱۶ ص ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲)

ایک قادیانی اہل قلم محمد نذیر لائل پوری اپنی کتاب میں قاضی اکمل کا یہ شعر:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

درج کر کے لکھتے ہیں:

''چونکہ اس شعر سے فی الواقع غلط فہمی ہوسکتی ہے۔ اس لیے میں نے یہ شعر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ (مرزا بشیر الدین محمود) کی خدمت میں پیش کیا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس شعر کی نسبت تحریر فرمایا:

''الفاظ ناپسندیدہ اور بے ادبی کے ہیں۔'' (احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک، حصہ دوم، ص ۲۰۸)

نیز قاضی اکمل کا جو مجموعۂ کلام شائع ہوا اس میں انھوں نے اس شعر کو نکال دیا۔ لیکن قادیانیوں کا موقف ہے کہ ایسا مصلحتاً اور مجبوراً کیا گیا۔ ورنہ جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے۔

صاحبزادہ بشیر احمد لکھتے ہیں:

''اب معاملہ صاف ہے۔ اگر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے۔ چونکہ مسیح موعود، نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے۔ اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو۔'' (کلمۃ الفصل، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلی جنز، قادیان، ص ۱۴۶، نمبر ۳، جلد ۱۴)

مرزا بشیر الدین محمود کے ایک قریبی عزیز ڈاکٹر شاہنواز خان (جو خود بھی قادیانی تھے) نے ایک قادیانی جریدے میں لکھا:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا...... اس زمانے میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا۔ ورنہ قابلیت تھی۔ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعے ان کا پورا ظہور ہوا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کو موقع ملا اور ذہنی طاقتوں کی نشوونما ہوگئی۔'' (ریویو آف ریلی جنز، قادیان مئی ۱۹۲۹ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ تر نبوت کے دعوے کے سلسلے میں سب سے اہم حوالہ قاضی محمد ظہور اکمل کے وہ اشعار ہیں جو اس سے قبل درج کیے جا چکے ہیں۔ یہ اشعار اخبار ''بدر'' قادیان (جلد نمبر ۲، شمارہ نمبر ۴۳) ۲۵ / اکتوبر ۱۹۰۶ء کو شائع ہوئے۔ قاضی محمد ظہور اکمل نے اخبار ''الفضل'' (قادیان، جلد نمبر ۳۲، شمارہ نمبر ۱۹۶) مؤرخہ ۲۲ / اگست ۱۹۴۴ء کو لکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ان اشعار کی تحسین کی۔ ہماری اطلاع کے مطابق ''بدر'' اور ''الفضل'' کے مذکورہ

شمارے خلافت لائبریری ربوہ اور مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ اخبار ''بدر'' (۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۶ء) کے جس صفحے پر اکمل کے اشعار شائع ہوئے تھے اس کا عکس اس مضمون کے آخر میں دیا جا رہا ہے۔

مندرجہ بالا حوالے علامہ اقبال کے اس موقف کو Substantiate کرنے کے لیے کافی ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ تر نبوت کے مدعی تھے۔

ہمارا اعتراض یہ ہے کہ قاضی محمد ظہور اکمل کا یہ شعر:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

سننے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اگر قاضی اکمل کو اپنی محفل سے دھکے دے کر نہیں نکلوا سکتے تھے تو کم از کم ان کی بیعت تو فسخ کر سکتے تھے لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔

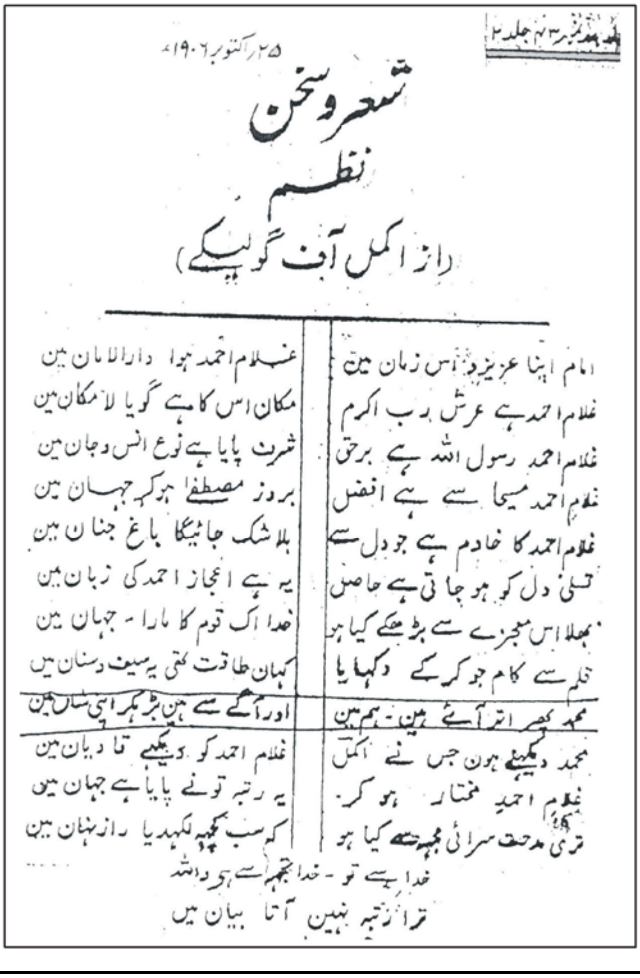
۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء

# شعر و سخن

## نظم

(از اکمل آف گولیکی)

امام اپنا عزیزو اس زمان میں
غلام احمد ہوا دار الامان میں

غلام احمد ہے عرش رب اکرم
مکان اس کا ہے گویا لامکان میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جان میں

غلام احمد مسیحا سے ہے افضل
بروز مصطفےٰ ہو کر جہان میں

غلام احمد کا خادم ہے جو دل سے
بلاشک جائیگا باغ جنان میں

تسلی دل کو ہو جاتی ہے حاصل
یہ ہے اعجاز احمد کی زبان میں

بھلا اس معجزے سے بڑھ کے کیا ہو
خدا اک قوم کا مارا۔ جہان میں

قلم سے کام جو کر کے دکھایا
کہاں طاقت تھی یہ سیف و سنان میں

محمد پھر اتر آئے ہیں۔ ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

غلام احمد مختار ہو کر
یہ رتبہ تونے پایا ہے جہان میں

تری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو
کہ سب کچھ لکھدیا راز نہان میں

خدا ہے تو۔ خدا تجھ سے ہے واللہ
ترا رتبہ نہیں آتا بیان میں

# زبان میری ہے بات اُن کی

ساغر اقبالی

☆مستعفی ہونے والے سیکرٹری قانون بیمار ہیں۔(اٹارنی جنرل)
عدالت طلب نہ کرتی تو بیمار نہ ہوتے۔(جسٹس خواجہ فیاض)
☆صدر زرداری نے جمشید دستی کو ٹکٹ دے کر ثابت کر دیا کہ پیپلز پارٹی غریب مزدور کی پارٹی ہے۔(حامد سعید کاظمی)
ارب پتی صدر کی غریب پارٹی......؟

''حکومت'' میں ہر اک نقشہ الٹا ہی نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے، لیلیٰ نظر آتا ہے

☆حکومت غریب عوام کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔(وزیر اعظم گیلانی)
حکومت نے یکم اپریل سے بجلی ۶ فیصد مہنگی کرنے اور یکم جولائی سے ویلیو ایڈڈ ٹیکس کی یقین دہانی کرا دی۔(ایک خبر)
☆ضمنی الیکشن میں جیالیوں اور متوالیوں میں ہاتھا پائی۔(ایک خبر)
ہم تو سمجھتے تھے کہ:

دنیا میں حکومت جو زنانی ہوتی
جنگ ہوتی تو بس زبانی ہوتی

☆آج بھی لوگ لٹیروں کو ووٹ دیتے ہیں۔(الطاف حسین)
سچ کہا آپ نے!
☆۵۲/ارکان اسمبلی ایف اے فیل نکلے۔(ایک خبر)
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا
☆مشرف نے بطور صدر، چولستان میں ۱۲/ایکٹر اراضی کے لیے نمبر داری حاصل کی۔(ڈاکٹر وسیم اختر)
اُسے خبر نہیں کہ کفن میں کوئی جیب نہیں ہوتی۔
☆ضمنی الیکشن میں ملزم جیالا، ریوالور دینے والے اے ایس آئی سمیت گرفتار۔(ایک خبر)
کیا فرماتے ہیں بابر اعوان بیچ اس مسئلہ کے

# حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● **محمد اسد خان ملتانی (فکرِ اقبال کا نمائندہ شاعر)** مصنف: ڈاکٹر مختار احمد ظفر

ضخامت: ۴۱۶ صفحات قیمت: ۳۵۰ روپے ناشر: بیکن بکس، ملتان/ لاہور تبصرہ: جاوید اختر بھٹی

اسد ملتانی ۱۳؍ دسمبر ۱۹۰۳ء کو ملتان میں پیدا ہوئے۔ ملتان اور لاہور سے تعلیم حاصل کی۔ ڈپٹی سیکرٹری کے عہدے تک ترقی کی۔ ۱۹۵۴ء میں آپ کو حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس سفر میں ماہر القادری ان کے ساتھ تھے۔ آپ کو ۵۵ برس کی عمر میں ریٹائر ہونا تھا لیکن حکومت نے آپ کے تجربے اور قابلیت کے پیشِ نظر ملازمت میں توسیع کر دی۔ آپ کراچی سے راولپنڈی منتقل ہوگئے۔ سفر کی تکان کی وجہ سے طبیعت خراب ہوگئی اور ۲۰ دن کے بعد انھیں دل کا دورہ پڑا اور چوتھے روز ۱۷؍ نومبر ۱۹۵۹ء کو ان کا انتقال ہوگیا۔ ۱۹؍ نومبر کو ملتان کے حسن پروانہ قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ عزیز حاصل پوری نے قطعہ تاریخ وفات لکھا:

''آہ'' کے ساتھ مصرع تاریخِ عزیز
عازمِ خلد ہوئے آج اسد ملتانی
(۱۳۷۹ھ)

ڈاکٹر مختار احمد ظفر معروف ماہر تعلیم، محقق اور صحافی کے طور اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ ان کی زیر نظر کتاب چھے ابواب پر مشتمل ہے۔

(۱) سوانح اور شخصی کوائف (۲) علمی و ادبی سرگرمیاں (۳) تصور حسن و ادب (۴) شعری سفر (۵) انتخابِ کلام (۶) تنقیدی و تحقیقی مضامین

یوں اسد ملتانی کے فن اور شخصیت تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ اسد ملتانی وہ پہلے شاعر ہیں کہ جن کو پڑھ کر ہندوستان کے اہل علم ملتان کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان دنوں شاعری کا مزاج تبدیل ہو چکا تھا اور اقبال نے تو سب سے مختلف راستہ اختیار کیا۔ اسد ملتانی نے انھیں اپنا رہنما تسلیم کیا اور ان کی قیادت میں اپنا شعری سفر طے کیا۔ اسی حوالے نے ان کے فن کو وقار عطا کیا۔ ڈاکٹر مختار ظفر لکھتے ہیں:

> ''جناب اسد، حضرت علامہ کی ذات اور ان کے افکار میں اس قدر جذب ہو چکے تھے کہ تخیلاتی اور رویائی سطح پر بھی ان کا رشتہ تلمذ قائم تھا۔ اس ضمن میں ان کی نظم ''دعا'' ایک مثال ہے۔''

اسد ملتانی پر اقبال کا رنگ غالب رہا۔ اس لیے ہم ان کی شاعری کو اقبال کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اسد ملتانی کا مطالعہ، تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی، اقبال کے اثر سے الگ ہو کر بھی کیا جائے۔

اسد ملتانی ''نمکدان'' میں بھی لکھا کرتے تھے۔ ان کی ایک نمکدانی غزل کے چند اشعار دیکھیے:

یہ جتنی بھی زبانیں ہیں مقامی　　　بلند ان سے ہے اردوئے معلّٰی
میں لکھ دوں کچھ نمونے خوش خطی کے　　　ذرا تختی پہ ملتانی تو مَل کر لا

اور ہم نے اسد ملتانی کی جس حیثیت کو نظر انداز کیا۔ وہ ان کی نقاد کی حیثیت ہے۔ انھوں نے ۳۰؍ستمبر ۱۹۳۸ء میں خواجہ فرید پر ایک مضمون لکھا جو روز نامہ ''الشمس'' میں شائع ہوا۔ اس طرح وہ خواجہ صاحب پر لکھنے والوں میں پہلے یا ابتدائی لوگوں میں شمار کیے جائیں گے اور ان کی تحریر سے ہم خواجہ صاحب کی شہرت کے پھیلاؤ کا بھی اندازہ کر سکتے ہیں۔ اسد ملتانی لکھتے ہیں:

''خواجہ فرید یوں تو کئی حیثیتوں سے ممتاز شخصیت کے مالک ہیں۔ لیکن وہ امتیازِ خصوصی جس نے انھیں غیر معمولی شہرت بخشی، ان کی زندہ اور مقبول شاعری ہے۔ انھوں نے کچھ فارسی، اردو اور ہندی میں بھی کہا مگر ان کے جس کلام کو قبولِ عام کی سند حاصل ہوئی ہے۔ وہ ملتانی زبان میں ہے۔ ان کی بے مثال کافیاں اس قدر مقبول ہیں کہ شہر و دیہات میں خاص و عام، تعلیم یافتہ اور ان پڑھ لوگوں بلکہ عورتوں کے سب سے بڑے شاعر ہوئے ہیں اور اس زبان میں انھیں وہی حیثیت حاصل ہے جو سندھی زبان میں میں شاہ عبداللطیف یا پنجابی میں سید وارث شاہ کو۔ چنانچہ ان کا کلام پنجاب، سرحد، بلوچستان، سندھ اور راجپوتانہ تک بھی پہنچا ہے۔''

زیرِ نظر کتاب کا پیش لفظ ڈاکٹر اے بی اشرف، حرفے چند ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور حرفِ تقدیم پروفیسر جعفر بلوچ نے تحریر کیا ہے۔ پروفیسر جعفر بلوچ نے لکھا:

''اس کتاب کے مطالعے سے یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مختار ظفر نے یہ کتاب اپنے موضوع سے گہرے تعلق خاطر کی رو میں لکھی ہے۔ یہی تعلق خاطر ہے جو عشاق کی راہ میں برضا و رغبت اپنا خونِ جگر نثار کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور اس سے اس جہانِ آب و گل میں معجزات کا ظہور ہوتا ہے۔''

پروفیسر جعفر بلوچ مرحوم کے اس شاندار خراجِ تحسین کے بعد مزید کسی رائے کی ضرورت نہیں رہتی۔

● **راجہ محمد عبداللہ نیاز (خطۂ ملتان کی تحقیقی اور قومی شعری روایت کا منفرد حوالہ)**　　مصنف: ڈاکٹر مختار احمد ظفر
ضخامت: ۲۷۲ صفحات　قیمت: ۴۰۰ روپے　　ناشر: بیکن بکس، ملتان/ لاہور　　تبصرہ: جاوید اختر بھٹی

راجہ صاحب مایہ ناز استاد، معروف ادیب اور شاعر تھے۔ ملتان کے شعراء میں ان کا مقام بلند تھا۔ وہ مستند محقق تھے۔ ان کی مادری زبان سرائیکی تھی لیکن وہ فارسی، عربی اور انگریزی پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ان سے اشعار سن کر سر دھنا کرتے تھے اور ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ اپنے دور کے تمام بڑے شاعروں اور ادیبوں سے انھوں نے خراجِ تحسین حاصل کیا۔

راجہ صاحب کا اصل نام محمد عبداللہ اور نیاز تخلص تھا۔ پہلے مولوی پھر علامہ اور آخر میں راجہ کا لفظ ان کے نام کا جزو بن گیا۔ وہ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ۱۹۱۳ء میں میٹرک اور ۱۹۱۵ء میں انٹر کا امتحان پاس کیا۔ ایم اے فارسی کا امتحان دیا تو پنجاب بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

راجہ صاحب فطرتاً بڑے یار باش، خوش مذاق اور خوش نظر تھے۔ مگر اذیت پسندانہ اندازِ نظر نے انھیں برہم مزاج بنا دیا۔ عام آدمی کے نزدیک بیٹھنا گوارا نہ کرتے تھے۔ طبیعت میں شگفتگی کے ساتھ ساتھ جلال بھی تھا۔ کسی پر غصہ آتا تو اس پر برستے ہی چلے جاتے تھے۔ راجہ صاحب کے مزاج نے ان کی اولاد میں بھی باغیانہ رویہ پیدا کر دیا۔

نیاز صاحب بلا کے حقہ نوش تھے۔ بس میں بھی بیٹھتے تو حقہ ساتھ ہوتا تھا۔ کسی کی کیا مجال جو ان کے حقہ کو ہاتھ لگائے۔ ملازمت کے دوران کسی نے بھی ان کے حقے کو ہاتھ لگانے کی جسارت نہیں کی۔

کشفی ملتانی، راجہ صاحب کے شاگردوں میں سے تھے۔ ان کے آخری وقت تک راجہ صاحب کے ساتھ مخلصانہ مراسم رہے۔ بطور ہیڈ ماسٹر انھوں نے ساری عمر اسلامیہ ہائی سکول اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے سکولوں کی نذر کر دی۔ چنانچہ انھوں نے گوجرہ، لیہ، ڈیرہ اسماعیل خان، خان گڑھ، ملتان، سرائے سدھو، میلسی، کبیر والا، قادر پور راں اور سکندر آباد میں تدریسی و انتظامی فرائض انجام دیے۔ راجہ صاحب نے ۱۵؍ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو وفات پائی۔

نگارشات راجہ صاحب:

(۱) ’’خدا اور اس کے رسول‘‘ فروری ۱۹۶۴ء قومی کتب خانہ لاہور سے شائع ہوئی۔

غیر مطبوعہ: (۱) ملتِ بیضا (۲) خدا کا آخری پیغام (۳) اسلام اور خوارق (۴) تجلیاتِ اسلام (۵) نگارخانہ اردو (۶) نیرنگ زار ادب (۷) فارسی قواعد (۸) اعترافِ نیاز

شعری تخلیقات: (۱) یہ ہیں کارنامے رسولِ خدا کے (۲) نقوشِ رعنا (اسے جعفر بلوچ نے شائع کرایا) اور اس سے پہلے جعفر بلوچ کی ایک ’’ارمغانِ نیاز‘‘ شائع ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر مختار ظفر کی محنت سے ہم ملتان کے ایسے دور سے متعارف ہو رہے ہیں۔ اگر وہ ان عظیم شخصیات پر کام نہ کرتے تو ایک ناقابل تلافی نقصان کا اندیشہ تھا۔ اس کے لیے ہمیں ڈاکٹر مختار ظفر کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

اس کتاب کا دیباچہ ڈاکٹر سلیم اختر اور ڈاکٹر محمد علی صدیقی نے لکھا ہے۔ کسی ادارے کو راجہ صاحب مرحوم کی غیر مطبوعہ کتب کی اشاعت کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے۔ اس علمی خزانے کو منظر عام پر آنا چاہیے۔

● **ابلاغ حق**　　　مرتب: مولانا عبدالرشید انصاری　　　تبصرہ: مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی

ضخامت: ۲۰۸ صفحات　　　قیمت: ۲۰۰ روپے　　　ناشر: نور علیٰ نور اکیڈمی، العریش امین ٹاؤن۔ فیصل آباد

مولانا عبدالرشید انصاری ایک بیدار مغز، اور صاحب فکر عالم ہیں۔ امت کے اجتماعی مسائل کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ ان کے حل اور تدارک کی طرف اجتماعی توجہ اور کوشش کرنے والی داعی شخصیات میں ان کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔

انھوں نے زیرِ نظر کتاب میں ٹیلی ویژن کے مثبت استعمال کے جواز میں شائع ہونے والے چند مضامین کو جمع کیا ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے جدید صحافتی ذرائع خاص طور پر ٹی وی کا استعمال اور اس کا شرعی جواز موجودہ دور کے قابلِ غور مسائل میں سے ایک ہے۔ علمائے معاصرین میں اس مسئلے میں دو مشہور آراء موجود ہیں لیکن فاضل مرتب نے اس کتاب میں صرف قائلین جواز کو نقل فرمایا ہے۔ اگرچہ مجلس احرار اسلام کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے والے علماء بھی تقریباً یہی رائے رکھتے ہیں لیکن ہماری رائے میں مخالف نکتۂ نظر رکھنے والے علمائے حق کی آراء و دلائل کو بھی پیش کرنا چاہیے تھا۔ خاص طور پر اس صورت میں جبکہ زیرِ نظر کتاب میں شامل بعض مضامین کے خصوصی جوابات بھی لکھے گئے ہیں۔

ترتیب کے دوران بعض اجزاء غیر ضروری محسوس ہوتے ہیں (مثلاً اوّلین فتوائے تکفیر کا مبحث وغیرہ)۔ مواد

کی تشکیل اعلیٰ درجے کی نہیں۔اس عنوان پر شخصی تصادم وتقابل سے ہٹ کر تحقیق اور غور وفکر کی ضرورت اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔لیکن بہر آئینہ ایک زندہ موضوع سے متعلق ہونے اور چنیدہ اہل الرائے کے اہم اور قیمتی افکار پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اجتماعی دینی جدوجہد کرنے والے کارکنوں کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

● **فلسفۂ اسمائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم** مصنف: ڈاکٹر طاہر مصطفیٰ تبصرہ: مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی

صفحات: ۷۸۰ قیمت: ۵۰۰ روپے ناشر: الفیصل ناشران کتب، غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار، لاہور

نکتۂ پرکار دین ختم المرسلین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سخنورانِ عالم کے لیے ہمیشہ سے انتہائی دلکش رہی ہے۔آج تک دنیا کے اصحابِ فکر وبصیرت نے سب سے زیادہ اپنے اوقات اور توجہات کا خراج جس ایک ہستی کو پیش کیا ہے، وہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔خصوصاً مسلمان اہل نگارش کے لیے اس موضوع کو اختیار کرنے کی وجوہات میں کچھ معاملاتِ ایمان ودل بھی شامل ہیں

ہر صاحبِ قلم نے ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی نوشت کو اپنا سرمایہ اور قابل فخر کارنامہ سمجھا ہے، لیکن اس سب کے باوجود سیرت کے کمالات کی کثرت، جلوہ ہائے جمال کی شش جہتی اور حیات طیبہ کے قابل ہزار رشک وستائش پہلوؤں کے تعدد کو اگر مدنظر رکھا جائے تو بغیر کسی تأمل کے انسانیت کی بے مائیگی کا احساس ہوتا ہے۔ذہن میں بار بار ''تھک گئی فکرِ رسا مدح باقی ہے'' کا مضمون گونجنے لگتا ہے اور یہی گونج ہے جو ہر زمانے کے شہ دماغوں کو ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر سخن نوازی کی توفیق ملنے کا باعث بنتی ہے

جناب ڈاکٹر محمد طاہر مصطفیٰ ایسے ہی موفق اور باتوفیق لوگوں میں سے ہیں۔سیرت طیبہ کے مطالعے میں انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء شریفہ میں خاص دلچسپی ہے چنانچہ سیرت پر ان کی نگارشات کا موضوع اکثر یہی پہلو رہتا ہے۔یہ موضوع خوانندگانِ سیرت کے لیے نیا یا اجنبی ہرگز نہیں ہے البتہ اب تک اس عنوان کے تحت ہونے والا اکثر کام ضمنی یا جزوی درجے میں ہوا ہے۔رائج الوقت اسلوب تحقیق کے طرز پر اصالۃً یا جزوی بلکہ ذری اختصاص کے طریقے پر نہیں ہوا۔

زیر تبصرہ کتاب فاضل مصنف کے علمی وتحقیقی کارنامے ''سیرۃ الرسول فی اسماء الرسول'' کا تسلسل ہے۔قارئین کو یاد ہوگا کہ اس میں فاضل مصنف نے اسمائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تناظر میں سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں اور ذات پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف اوصاف حمیدہ کو بیان کیا تھا زیر نظر کتاب کو مذکورۃ الصدر تصنیف کے اجمالات کی تفصیل قرار دینا ایک سطحی اور اچٹتی نظر کا تجزیہ ہوگا۔دراصل زیر تبصرہ تصنیف اسمائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد اسمائے گرامی سے موسوم اور مسمیٰ ہونے کی وجوہات سے بحث کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ایک اسم شریف کی حقیقت اور ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نسبت کی رمز اور کنہ سے متعارف کراتی ہے۔

فاضل مصنف تدریس کے شعبے سے وابستہ ہونے وجہ سے جدید، مروج اور متعارف جامعاتی اسلوب تحقیق سے بخوبی واقف ہیں چنانچہ بروئے کار لاتے ہیں۔باحوالہ گفتگو مرتب اور معنون سلسلۂ کلام اور کتابیات واضح اندراجات اس کتاب کے چند اوصاف ہیں۔عمدہ کاغذ، چھپائی کے اعلیٰ معیار، خوبصورت دورنگی طباعت کے ساتھ کتابت کی نہ ہونے کے قریب غلطیاں قاری کے لیے خوش گوار حیرت کا باعث بنتی ہیں۔

ادارہ

# اخبار الاحرار

ملتان (۲۹/اپریل) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ قادیانی آئین سے بغاوت کررہے ہیں، وہ پاکستان کے آئین کو تسلیم کرلیں تو دیگر غیر مسلم اقلیتوں کی طرح اپنے حقوق حاصل کرلیں۔ ہم ہر قیمت پر ملکی آئین کی حفاظت کریں گے۔ وہ مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام سالانہ ''تحفظ ختمِ نبوت کانفرنس'' کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کررہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ عالم اسلام کی قادیانیت سے عبادات کی نہیں عقیدہ و ایمان کی جنگ ہے۔ مسئلہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا بنیادی جزو ہے۔ ہم اس کی حفاظت کے لیے زندہ ہیں اور اس پر مر مٹنے کا عزم رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنے حقوق سے تجاوز کرکے مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ حکومت قادیانیوں کو نکیل ڈالے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ قاری محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام زمانوں اور تمام مخلوقات کے نبی ہیں۔ حضور خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد نبوت کا تصور کفر کے سوا کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ علماء نے آئین سے قادیانی ترمیم اور اسلامی دفعات کے خاتمے کی سازش ناکام بنادی ہے۔ عوام بیدار ہیں اب تحریک ختم نبوت کا نیا باب رقم کیا جائے گا۔ حکومت قادیانیوں سے آئین پر عمل کرائے اور آئین سے غداری کرنے والوں کو سزا دے۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ قادیانی اپنے عقیدے کے مطابق ملک کی جغرافیائی سرحدوں کو پامال کرکے اکھنڈ بھارت کے قیام کی سازشوں کو پروان چڑھا رہے ہیں۔ وہ قوم کی اعتقادی و نظریاتی بنیادوں پر حملہ آور ہیں۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) میں گھسے ہوئے قادیانی ملکی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔ سیاسی جماعتیں قادیانیوں کو اپنی صفوں سے نکال دیں۔ آئین میں قایانیوں سے متعلق شقوں کا بحال رہنا خوش آئند ہے لیکن اسلام آباد اور چنیوٹ میں قادیانیوں کو کئی ایکڑ اراضی کی الاٹمنٹ لمحۂ فکریہ ہے۔ دہشت گردی کے خاتمے اور ملک میں قیام امن کے لیے قادیانی سازشوں کو روکنا ناگزیر ہے۔ قادیانی سب سے بڑے دہشت گرد ہیں۔ جماعت اسلامی پنجاب کے امیر ڈاکٹر سید وسیم اختر نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت عالم اسلام کے اتحاد کا مرکز ہے۔ عالم اسلام کی اصلاح اور وحدت ختم نبوت سے وابستہ ہے۔ قادیانیت ایک ناسور ہے۔ سید محمد معاویہ بخاری نے کہا کہ قادینی عالمی استعمار کے ایجنٹ ہیں قادیانی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار نہیں تو ملک کے وفادار کیسے ہوسکتے ہیں۔ کلیدی عہدوں پر ان کا براجمان ہونا ملکی سلامتی کے لیے شدید خطرہ ہے۔ قادیانیوں کو حساس عہدوں سے فوراً برطرف کیا جائے۔ مجلس احرارِ اسلام کے نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ قادیانی آئین پاکستان کی مخالفت ترک کردیں۔ مجلس علماء پاکستان کے رہنما مولانا عبدالکریم ندیم نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کے ہوتے ہوئے قادیانی کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا مشن جاری رہے گا اور تحریک ختم نبوت اپنے اہداف کامیابی سے حاصل کرے گی۔ مجلس احرار علماء کو اکٹھا کرکے جو فیصلہ بھی کرے ہم اس کا بھرپور ساتھ دیں گے۔ کانفرنس سے اہل سنت والجماعت کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد یوسف احرار، سید محمد کفیل بخاری اور مفتی سید صبیح ہمدانی نے بھی خطاب کیا۔ قاری معاذ اور قاری عبدالرحمٰن نے تلاوت کی جبکہ مولانا شاھد عمران عارفی، حافظ محمد اکرم احرار حسین اختر اور مہر محمد سلیم نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ اس عظیم الشان ''ختم نبوت کانفرنس'' کے اختتام پر متعدد قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔ جن میں مطالبہ کیا گیا کہ آزاد کشمیر سمیت ملک کے تمام صوبوں میں یکساں طور پر امتناعِ قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔ ایک قرارداد میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ آزاد کشمیر میں قادیانی ارتدادی

سرگرمیاں حد سے بڑھ گئی ہیں اور آزاد کشمیر کے وزیر اعظم ''راجہ محمد فاروق حیدر'' یہ کہہ رہے ہیں کہ قادیانی لابی ان کے خلاف متحد ہوگئی ہے اور ان کی حکومت کے خلاف سازشیں ہورہی ہیں۔ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت پاکستان آزاد کشمیر میں قادیانی مداخلت کو روکے اور عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہونے والی ریشہ دوانیوں کا سد باب کرے۔ کانفرنس میں اس امر پر گہری تشویش ظاہر کی گئی کہ اسلام آباد پارلیمنٹ ہاؤس اور کہوٹہ پلانٹ کے قرب وجوار میں قادیانیوں نے وسیع رقبے حاصل کر لیے ہیں جو بلیک واٹر طرز کی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنیں گے۔ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ چناب نگر کے قریب وسیع رقبے کی نیلامی کے حکم کو روکا جائے اور کسی بھی حیلے سے قادیانیوں کی اجارہ داری قائم نہ ہونے دی جائے۔ کانفرنس میں اس امر پر شدید احتجاج کیا گیا کہ ایوانِ اقتدار کے اردگرد قادیانیوں کو بھرتی اور مسلط کیا جارہا ہے۔ کانفرنس میں کہا گیا کہ آئینی اصلاحات کمیٹی نے آئین کی اسلامی دفعات کو اٹھارہویں ترمیم میں شامل نہ کر کے قیام ملک کے مقصد کو منہدم ہونے سے بچالیا ہے۔ لیکن دینی حلقوں اور محبِّ وطن قوتوں کو چاہیے کہ وہ بیرونی دباؤ اور اندرونی سازشوں کے تدارک اور سدباب کے لیے پہلے سے زیادہ مستعد ہوجائیں۔

## تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ (سید کفیل بخاری)

سیالکوٹ (۱۴مئی) مجلس احرارِ اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت عالمی استعمار کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کو ناکام بنانے اور امتِ مسلمہ کی وحدت کو قائم رکھنے کا سب سے مضبوط ذریعہ ہے۔ قادیانیت اسلام کے خلاف یہود ونصاریٰ کا پیدا کیا ہوا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ قادیانی مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اس دھوکے سے بچانا اور قادیانیوں کو دینِ اسلام کی دعوت دینا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔ ان خیالات کا اظہار سید کفیل بخاری نے جامع مسجد دارالعلوم شہابیہ میں اجتماع جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ وہ دارالعلوم شہابیہ کے مہتمم مولانا حامد عثمان کی دعوت پر ایک روزہ دورے پر سیالکوٹ آئے۔ نمازِ جمعہ کے بعد انھوں نے تحریکِ ختم نبوت کے ممتاز کارکن پروفیسر شجاعت علی مجاہد کے گھر جاکر ان کے مرحوم بھائی کی تعزیت اور دعا مغفرت کی۔ تحریکِ ختم نبوت کے کارکنوں نے جناب محمد عبداللہ کے ہمراہ ان سے ملاقات کی جب کہ قدیم احرار کارکن جناب شیخ جلال دین صاحب بھی ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ علاوہ ازیں مجلس احرارِ اسلام سیالکوٹ کے کارکنوں جناب امجد حسین صاحب، جناب محمد اشرف صاحب، جناب محمد معاویہ خالد اور جناب قاری عبدالصبور نے تنظیمی سرگرمیوں کے حوالے سے تبادلۂ خیال کیا۔

☆☆☆

چناب نگر (پ ر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور قاری محمد یوسف احرار نے چناب نگر میں نیلامی کے ذریعے ۱۵۱/۱ یکٹر رقبہ قادیانیوں کو دینے کی خطرناک سازش ناکام ہونے پر مولانا محمد مغیرہ، قاری شبیر احمد عثمانی اور دیگر علماء ختم نبوت کی پرامن جدوجہد کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ قادیانی اور قادیانی نواز لابیاں ہر محاذ پر ناکامی ونامرادی سے دوچار رہوں گی۔ ایک بیان میں مجلس احرار اسلام کی قیادت اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے حکومت کو انتباہ کیا ہے کہ وہ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو بلاتاخیر الگ کرے اور مختلف حربوں اور حیلوں سے قادیانیت نوازی اور کفر وارتداد پروری ترک کردے۔ علاوہ ازیں مجلس احرارِ اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ ریلوے اراضی کی لیزنگ بذریعہ بولی کے سلسلہ میں ایک اور نیلامی مشتہر کی گئی ہے جس کے مطابق ۷رجون کو جگہ نیلام کی جائے گی جو ۱۱/۱ یکٹر پر مشتمل ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ چناب نگر اور اس کے گردونواح میں کوئی ایسی نیلامی نہ کی جائے جس کو حاصل کر کے قادیانی اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو آگے بڑھائیں۔ انھوں نے مزید مطالبہ کیا ہے کہ چناب نگر میں ناجائز جگہوں پر قابض قادیانیوں سے جملہ جگہیں واگزار کرائی جائیں۔

ملتان (۲۱رمئی) فیس بک پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے خلاف مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی قیادت میں ایم ڈی اے چوک پر احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ مقررین نے کہا کہ حکومت توہین رسالت کے واقعات کے سدباب کے لیے بین الاقوامی سطح پر اپنا کردار ادا کرے۔ فیس بک کی انتظامیہ کو انٹرپول کے ذریعے طلب کیا جائے۔ اگر عمر البشیر کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہوسکتے ہیں تو گستاخ رسول کارٹونسٹ کو کیوں کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جاسکتا۔ انھوں نے کہا کہ fasad book کے فسادی کردار کو لگام دی جائے۔ مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ امریکہ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں سے مذاکرات کا بیان اس کی اسلام دشمنی اور دوہرے کردار کا غماز ہے۔ امریکہ عالمی استعماری قوتوں کا سرغنہ، دنیا کا سب سے بڑا ظالم، دہشت گرد اور انسانی حقوق کا قاتل ہے۔ مظاہرین میں مجلس احرار اسلام اور تحریک طلباء اسلام کے رہنما مولانا محمد اکمل، شیخ حسین اختر، سید عطاء المنان بخاری، مفتی صبیح الحسن ہمدانی، نعمان سنجرانی، علی مردان، حافظ اخلاق احمد اور محمد فرحان الحق بھی شامل تھے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۶رمئی) قادیانیوں کی طرف سے چک نمبر ۶۔۱۱، ایل تھانہ ہڑپہ میں غیر قانونی تبلیغی اِرتدادی اجتماع تحریک ختمِ نبوت اور مجلس احرارِ اسلام کے بروقت نوٹس لینے پر منعقد نہ ہوسکا۔ دینی جماعتوں اور شہریوں کی طرف سے بروقت پولیس کارروائی کا خیر مقدم۔ تفصیل کے مطابق جمعتہ المبارک کی شام کو مجلس احرارِ اسلام کے زونل دفتر میں یہ اطلاع پہنچی کہ ہفتے کو دس بجے صبح چک نمبر ۶۔۱۱، ایل میں قادیانی اجتماع کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے انھوں نے مہم بھی بنا رکھی ہے اور بعض مسلمانوں کو بھی شرکت کی دعوت دے رکھی ہے جس پر چک کے مجاہدین ختم نبوت نے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کو اطلاع دی۔ انھوں نے پولیس اور متعلقہ حکام کو صورتحال کی سنگینی سے مطلع کیا۔ گزشتہ روز قادیانیوں نے عبادت گاہ کی بجائے ایک مکان میں اجتماع منعقد کرنے کی کوشش کی جو بروقت کارروائی پر منعقد نہ ہوسکا۔ مجلس احرارِ اسلام، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ تحریک تحفظ ختم نبوت اور دیگر جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ساہیوال ڈویژن میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کی صورتحال بہتر بنائی جائے اور ۶۔۱۱، ایل میں اِرتدادی اجتماع منعقد کرنے کی کوشش کرنے پر ذمہ دار قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲۱رمئی) امریکہ اور عالم کفر کی طرف سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ابلاغیاتی دہشت گردی کے خلاف چیچہ وطنی کی مرکزی جامع مسجد کے باہر مجلس احرارِ اسلام، تحریک ختمِ نبوت اور جماعت اسلامی کے زیر اہتمام مشترکہ احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین نے بڑے بڑے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے۔ پرجوش نوجوان امریکہ یہودیوں اور قادیانیوں کے خلاف سخت نعرے بازی کر رہے تھے۔ مظاہرین سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، جمعیت علماء اسلام چیچہ وطنی تحصیل کے امیر پیر عزیز الرحمٰن، جماعت اسلامی کے رہنما ڈاکٹر افتخار احمد اور حافظ حکیم محمد قاسم نے خطاب کیا جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد نے اختتامی دعا کرائی۔ مقررین نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مسلمان کی پہچان یہ ہے کہ اُسے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز ہو۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے احتجاجی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو حکمت اور صبر سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ ظلم وسفاکی کے دن اب تھوڑے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا تقدس وحرمت کمزور سے کمزور مسلمان کے دل سے بھی نہیں نکالی جاسکتی۔ فیس بک facebook یا میڈیا پر دہشت گردی ہمارے عزم وہمت کو اور زیادہ مضبوط کر رہی ہے اور پوری دنیا میں تعلیم یافتہ نوجوان کی ایک ٹیم تیار ہوگئی ہے جو پروپیگنڈہ کی دنیا میں اِس صحافتی دہشت گردی پر نظر بھی

رکھ رہی ہے اور سدباب بھی کرے گی۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی لابی پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی میں یہود و نصاریٰ کی پوری مددگار ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن نے کہا کہ نائن الیون کے بعد مسلمانوں پر جو جنگ مسلط کی گئی وہ دہشت گردی اور انسان دشمنی کی جنگ ہے۔ مسلمان کمزور ہونے کے باوجود عقیدے پر پختگی سے یقین رکھتا ہے اور آخر کار فتح اہل اسلام کی ہوگی۔ ڈاکٹر افتخار احمد نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین انسانیت دشمنی کا مظہر ہے امریکہ اور یورپی ممالک نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ناروا جنگ شروع کر رکھی ہے۔ یہی جنگ عالمِ کفر کی تباہی کا سبب بنے گی۔ احتجاجی اجتماع میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ بلیک واٹر کی سرگرمیوں کو بند کیا جائے۔ مرکزی انجمن تاجران کے صدر شیخ محمد حفیظ، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، سردار محمد نسیم ڈوگر، سید رضوان الدین احمد صدیقی، حافظ حبیب اللہ چیمہ سمیت متعدد دینی و سیاسی جماعتوں کے کارکنوں نے خصوصی شرکت کی۔ تحریک طلباء اسلام کے نوجوانوں اور اسلامی جمعیت طلباء کے کارکنوں نے اجتماع میں زبردست نعرے بازی کی۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲۳ مئی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خان محمد کی ساری زندگی اِتباعِ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزری وہ اہل حق کی تمام جماعتوں اور تمام طبقات کے عملاً شفیق سرپرست تھے۔ وہ دار العلوم ختمِ نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی میں عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے سربراہ حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں منعقدہ تعزیتی اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ اجتماع کی صدارت مرکز سراجیہ لاہور کے مدیر صاحبزادہ رشید احمد نے کی۔ مجلس احرارِ اسلام کے رہنما حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر نے بھی خطاب کیا جبکہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، قاری محمد سرور، صوفی نصیر احمد چیمہ، پاکستان مسلم لیگ (ن) کے رہنما رائے محمد مرتضیٰ اقبال، انجمن تاجران کے صدر شیخ محمد حفیظ، شیخ جاوید منیر احمد، چیچہ وطنی پریس کلب کے سرپرست رانا عبداللطیف، جمعیت علماء اسلام کے رہنما پیر جی عزیز الرحمٰن، مولانا محمد صفدر عباس، قاری محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ چیمہ، چودھری عبدالحق خالد، سمیت خانقاہ سراجیہ کے متوسلین، مجلس احرار اور تحریک ختمِ نبوت کے کارکنوں کی ایک بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ خانقاہ سراجیہ سے روحانی و قلبی تعلق کا تقاضا ہے کہ حضرت مرحوم کا صدقہ جاریہ جاری رہے اور ان کا فیض پہلے کی طرح عام ہوتا رہے۔ انھوں نے کہا کہ برصغیر میں حضرت خواجہ خان محمد مرحوم کے بعد بظاہر اس سطح کی کوئی مشفق و مربی بزرگ شخصیت نظر نہیں آتی۔ صاحبزادہ رشید احمد نے کہا ہے کہ حضرت خواجہ خان محمد مرحوم سے تعلق خاطر نبھانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم سلوک و تصوف کے ساتھ ساتھ تحریکِ ختمِ نبوت کے کام کو جدید انداز میں دنیا بھر میں منظّم کرنے والے بن جائیں اور صبر و استقامت کے ساتھ آگے بڑھیں۔ حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر نے کہا کہ تحفظ ختمِ نبوت کے سلسلہ میں حضرت خواجہ خان محمد نے چالیس سال تک جہدِ مسلسل کی اور کٹھن ترین حالات میں تحریکِ ختمِ نبوت کو کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔ علاوہ ازیں اِس موقع پر علاقہ بھر سے دینی جماعتوں کے کارکنوں اور خانقاہ سراجیہ سے متعلق حضرات نے صاحبزادہ رشید احمد سے حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا اور حضرت مرحوم کی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت مرحوم کے متوسلین نے حضرت کے انتقال کو پوری ملت اسلامیہ کے لیے مشترکہ غم قرار دیا اور اجتماعی دعائے مغفرت بھی کرائی گئی۔

## دعوت دین کا کام منظّم کریں اور فتنوں سے ہوشیار رہیں۔ (سید کفیل بخاری)

جوہر آباد (۲۸ مئی) مجلس احرارِ اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید کفیل بخاری نے کہا ہے کہ دین کی دعوت کے کام کو منظّم کرنا اور دین کے خلاف اٹھنے والے فتنوں سے باخبر اور ہوشیار رہنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ نیکی پھیلانے اور بدی کو مٹانے میں ہماری بقا مضمر ہے۔ وہ مولانا عبدالجبار کی دعوت پر مدرسہ علوم شرعیہ میں اجتماع جمعہ سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے اور قرآن کے حکم کے مطابق امن اور ہدایت اُسی وقت ممکن ہے جب مسلمان اپنے ایمان کو ظلم سے ملوث نہ

کریں۔عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے عملی محبت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سچی پیروی کے بغیر مسلمان کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔سید کفیل بخاری نے جماعتِ اسلامی کے رہنما جناب عبدالرشید ارشد سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کی۔بزرگ احرار کارکن جناب صوفی محمد جیون مرحوم کے گھر جا کر ان کے فرزندوں جناب انعام الٰہی اور محبوب الٰہی سے اظہار تعزیت ودعا مغفرت کی۔مدرسہ کاشف العلوم میں درس گاہوں کا سنگِ بنیاد رکھا۔بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مفتی زاہد محمود صاحب کے جامعہ اسلامیہ امدادیہ میں پریس کانفرنس اور طلباء سے خطاب کیا۔مولانا عبدالجبار، حکیم رشید احمد، قاری محمد سلیم، مولانا احسان الخالق، مولانا عبدالستار، مولانا محمد جعفر اور تحریک ختم نبوت کے مجاہد سید اطہر شاہ بخاری بھی اس موقع پر موجود تھے۔

☆☆☆

ملتان (۲۸ رمئی) توہین آمیز خاکوں اور ابلاغیاتی دہشت گردی کے خلاف مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ملک بھر میں ”یوم احتجاج“ منایا گیا ملتان میں نماز جمعۃ المبارک کے بعد قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی قیادت میں بڑا احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔سید عطاء المہیمن بخاری اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ اور عالم کفر اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کر رہا ہے اور انسان دشمنی کے لیے تمام وسائل استعمال کئے جارہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے حکمران دینی غیرت سے عاری ہیں اور اس مسئلہ پر بے حسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔انھوں نے کہا کہ فوزیہ وہاب نے قرآن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کی ہے۔انھوں نے کہا کہ دھشت گرد ہم نہیں ہم پر ظلم کرنے والے دہشت گرد ہیں۔امریکہ اور اس کے حاشیہ بردار دہشت گردی کو فروغ دے کر انسانیت پر ظلم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ہم امن کے داعی ہیں۔امن ہمارا پیغام ہے۔مظاہرے میں تحریک طلباء اسلام ملتان کے رہنماؤں سید عطاء المنان بخاری، اخلاق احمد، علی مردان، فرحان الحق حقانی، نعمان احمد سنجرانی نے بھی شرکت کی۔سید محمد کفیل بخاری نے جوہر آباد میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ ویورپ امن کے نام پر بدامنی اور فساد کو فروغ دے رہے ہیں۔قاری محمد یوسف احرار نے لاہور میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا اور او آئی سی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور اُدھر متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کے کنونیئر اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکوں کی آڑ میں بین المذاہب فسادات کروانے کے لیے یہ امریکی وصہیونی سازش ہے۔پاکستانی حکمرانوں کو چاہیے کہ یوٹیوب پر بھی پابندی برقرار رکھیں اور منافقت ترک کر کے آقائے نام دار صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت وختمِ نبوت کے حوالے سے پوری دنیا میں منظّم لابنگ کریں اور سوئے ہوئے مسلم حکمرانوں کو خواب غفلت سے بیدار کریں۔

ادارہ

# مسافرانِ آخرت

- حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ ۲۰ ؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ مطابق ۵؍مئی ۲۰۱۰ء بروز بدھ
- جناب قاری رشد اللہ مرحوم: شہید فی سبیل اللہ حضرت مولانا قاری لطف اللہؒ کے بیٹے، مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ کے بھتیجے اور جناب حزب اللہ رشیدی (جامعہ رشیدیہ ساہیوال) کے بھائی۔ انتقال: ۳۰؍مئی ۲۰۱۰ء
- جناب قاری عبدالرشید مرحوم: (جامع مسجد مکی حرم گیٹ ملتان، مجلس احرار اسلام ملتان کے انتہائی مخلص کارکن) ۲۹؍مئی ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ
- حاجی گلزار محمد مرحوم (قاری گوہر علی، چک 88/W.B کے ماموں) ۲۲؍اپریل ۲۰۱۰ء
- والدہ مرحومہ شیخ محمد عاطف (ملتان) انتقال: ۲؍مئی ۲۰۱۰ء
- سیالکوٹ میں تحریک ختم نبوت کے نامور رہنما اور ماہر تعلیم جناب پروفیسر شجاعت علی مجاہد کے بھائی غضنفر علی مرحوم
- رانا غلام اختر مرحوم (چیچہ وطنی میں مرکزی مسجد عثمانیہ کے دیرینہ معاون خصوصی اور خدمت کار، انتقال: ۱۷؍مئی ۲۰۱۰ء
- جناب محمد ریاض مرحوم (اخبار فروش چیچہ وطنی) انتقال: ۱۷؍مئی ۲۰۱۰ء
- جناب حکیم محمد ابراہیم مرحوم (ڈاکٹر محمد عمر فاروق کے والد ماجد اور مجلس احرار اسلام کے سرپرست اور معاون، تلہ گنگ) انتقال: ۱۳؍دسمبر ۲۰۰۹ء
- جناب اورنگ زیب ساجد مرحوم (وہاڑی) محترم جہانزیب کے بڑے بھائی، حافظ صفوان محمد، عتبان محمد اور شیبان محمد کے تایا زاد، انتہائی مخلص اور معاون ساتھی۔ انتقال: ۲۰۱۰ء
- والدہ مرحومہ، سعید احمد کرنالوی (مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن) انتقال: ۲۹؍مئی ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ
- بورے والا میں قدیم احرار کارکن حافظ محمد شفیق کی ہمشیر مرحومہ
- مجلس احرار اسلام بستی مولویاں رحیم یار خان کے کارکن امیر عمر کی والدہ مرحومہ، انتقال: ۳۰؍مئی ۲۰۱۰ء

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین) قارئین سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

## دعائے صحت

- تنظیم اہل سنت پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا قاضی بشیر احمد صاحب عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں۔
- حافظ محمد سلیمان (دفتر احرار لاہور کے خادم) کی والدہ علیل ہیں۔ ● محمد فرحان الحق حقانی (ملتان) کی والدہ علیل ہیں۔
- ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے سرکولیشن منیجر محمد یوسف شاد کا بیٹا محمد عاکف بخار میں اور دو بیٹیاں خسرہ میں مبتلاء ہیں۔
- جناب عبدالرحمٰن جامی (جلال پور پیروالا)

احباب وقارئین سے دعاء صحت کی درخواست ہے۔

## اہل علم اور اربابِ مدارس کے لیے نادر تحفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب مدظلہ

مدیر مسئول ماہنامہ العصر پشاور

کے عمیق فکر ونظر اور گوہر بار قلم سے لکھے گئے منتخب اداریوں کا مجموعہ

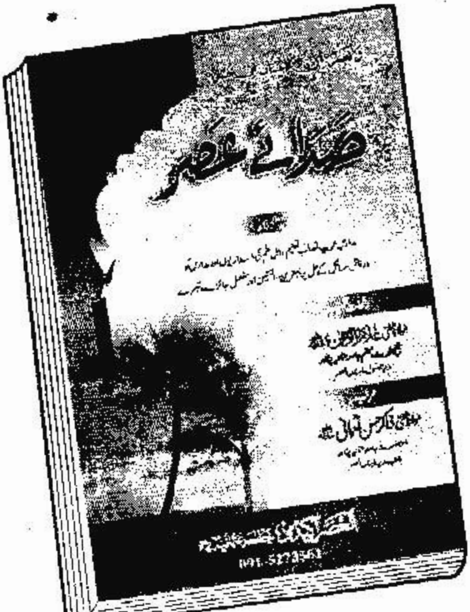


# صدائے عصر

**جس میں آپ پڑھیں گے:**

مدارسِ عربیہ، نصابِ تعلیم، اہلِ علم کی ذمہ داریوں اور دیگر اہم موضوعات پر

**ماہنامہ العصر کے بہترین، دلنشین اور مفصل جائزے وتبصرے**

العصر اکیڈمی جامعہ عثمانیہ پشاور

فون 091-5273561

موبائل 0300-5886402

بیاد مجددِ بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

# مدرسہ معمورہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تاسیس

28 نومبر 1961ء

## دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

الحمد للہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری و مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

مدرسہ کے مسافر طلباء کے طعام، علاج، تعلیم اور دیگر ضروریات کے لیے زکوٰۃ و عشر اور دیگر صدقات عنایت فرما کر اجر حاصل کریں

- دارالقرآن
- دارالحدیث
- دارالمطالعہ
- دارالاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

طلباء کی درس گاہوں، رہائش، دفتر اور لائبریری کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ دولاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ

061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر ابن امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم
مدرسہ معمورہ ملتان

# ختم نبوت کورس

دس روزہ
سالانہ
محاضراتِ ختم نبوت

## دارِ بنی ہاشم
## مہربان کالونی ملتان

2010ء

# 19 تا 29 جولائی

زیر سرپرستی

ابنِ امیرِ شریعتؒ
امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان
حضرت پیر جی
# سیّدِ عطاءُ المہیمن بخاری دامت برکاتہم

## عنوانات

1- عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں
2- حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
3- انکارِ ختم نبوت پر مبنی فتنوں کی تاریخ
4- ردّ قادیانیت پر بحث ومکالمہ کا طریقۂ کار
5- آئین سے متصادم قادیانی سرگرمیاں
6- احرار اور محاسبۂ قادیانیت
7- تعارف وتاریخ مجلس احرار اسلام
8- اسلام، مغرب اور انسانی حقوق

- دینی مدارس کے درجہ ثالثہ اور اس سے اوپر کے درجات کے طلباء، دیگر تعلیمی اداروں کے کم از کم میٹرک پاس اور اس سے اوپر کے طلباء
- سادہ کاغذ پر درخواست مع فوٹوسٹیٹ شناختی کارڈ
- رہائش وخوراک کا انتظام ادارہ کے ذمہ ہوگا۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- سوفیصد حاضری اور بہتر استعداد والے طلباء کو انعامات دیئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

## رابطہ

| | |
|---|---|
| ملتان | 0300-6326621<br>061-4511961 |
| لاہور | 0300-4240910<br>042-35865465 |
| چیچہ وطنی | 0300-6939453<br>040-5482253 |
| چناب نگر | 0301-3138803<br>047-6211523 |

تحریک تحفظِ ختم نبوتؐ (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

# CARE کیئر
PHARMACY فارمیسی

**Trusted Medicine Super Stores**

**سلیمی چوک**
اعوان پلازہ
041-8540064

**مدینہ ٹاؤن**
سوساں روڈ
041-8543127

**اقبال سٹیڈیم**
بالمقابل سندباد
041-2605733

**جناح کالونی**
گلبرگ روڈ
041-2642833

فیصل آباد میں
پانچ برانچز
الحمدللہ

**گلستان کالونی**
نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2004509

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

**Head Office:** 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore